احمدی نوجوانوں کیلئے

مدیر
اسفندیار منیب

نومبر 2001ء

مکرم ومحترم سید خالد احمد شاہ صاحب ناظر بیت المال خرچ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی سالانہ علمی ریلی 2001ء کی افتتاحی تقریب سے خطاب فرمارہے ہیں

مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی کا سالانہ علمی ریلی 2001ء کی اختتامی تقریب سے خطاب اور تقسیم انعامات

نومبر 2001ء نبوت 1380ھش						
جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	سوموار	اتوار	ہفتہ
2	1					
9	8	7	6	5	4	3
16	15	14	13	12	11	10
23	22	21	20	19	18	17
30	29	28	27	26	25	24

جلد نمبر 48 شمارہ نمبر 11

نومبر 2001ء

قیمت 10 روپے ـــ سالانہ 100

اداریہ

قرآن کریم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ آیت 184)

(ترجمہ) ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح اُن لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو“۔

حدیث نبویؐ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے، پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شر کرے اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ مَیں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزے کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

(بخاری کتاب الصوم باب هل یقول انی صائم اذا شتم)

اس رمضان کو فیصلہ کن رمضان بنادو

''اس الٰہی جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مگر تمہارے لئے کوئی دنیا کا ہتھیار نہیں ہے۔ دنیا کے تیروں کا مقابلہ تم نے دعاؤں کے تیروں سے کرنا ہے۔ یہ لڑائی فیصلہ کن ہوگی۔ لیکن گلیوں اور بازاروں میں نہیں صحنوں اور میدانوں میں نہیں بلکہ (بیوت) میں اس لڑائی کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ راتوں کو اٹھ کر اپنی عبادت کے میدانوں کو گرم کرو اور اس زور سے اپنے خدا کے حضور آہ و بکا کرو کہ آسمان پر عرش کے کنگرے بھی ہلنے لگیں مَتٰی نَصْرُ اللّٰہ کا شور بلند کر دو۔ خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے سینوں کے زخم پیش کرو اپنے چاک گریبان اپنے رب کو دکھاؤ اور کہو کہ اے خدا!

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج

شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

پس اس زور کا شور مچاؤ اور اس قوت کے ساتھ متی نصر اللّٰہ کی آواز بلند کرو کہ آسمان سے فضل اور رحمت کے دروازے کھلنے لگیں اور ہر دروازے سے یہ آواز آئے

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ

سنو! سنو! کہ اللہ کی مدد قریب ہے

اے سننے والو سنو! کہ خدا کی مدد قریب ہے

اے مجھے پکارنے والو سنو! کہ خدا کی مدد قریب ہے اور وہ پہنچنے والی ہے''

(خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۴ جون ۱۹۸۳ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غرباء سے حسن سلوک

(حافظ مبشر احمد جاوید۔ بیوت الحمد ربوہ)

آنحضرتؐ ہمیشہ غرباء کے حالات کو درست رکھنے کی کوشش کرتے اور ان کو سوسائٹی میں مناسب مقام دینے کی سعی فرماتے۔

ایک دفعہ آپؐ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک امیر آدمی آپؐ کے سامنے سے گزرا۔ آپؐ نے ایک ساتھی سے دریافت کیا کہ اس شخص کے بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا یہ معزز اور امیر لوگوں میں سے ہے۔ اگر یہ کسی لڑکی سے نکاح کی خواہش کرے تو اس کی درخواست قبول کی جائے گی اور اگر یہ کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش مانی جائے گی۔ رسول کریمؐ یہ بات سن کر خاموش رہے اس کے بعد ایک اور شخص گزرا جو غریب اور نادار معلوم ہوتا تھا۔ رسول کریمؐ نے اس ساتھی سے پوچھا کہ تمہاری اس کے بارہ میں کیا رائے ہے اس نے کہا یا رسول اللہ یہ غریب آدمی ہے اور اس لائق ہے کہ اگر یہ کسی کی لڑکی سے نکاح کی درخواست کرے تو اس کی درخواست قبول نہ کی جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ مانی جائے اور اگر یہ باتیں سنانا چاہے تو اس کی باتوں کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ یہ سن کر رسول کریمؐ نے فرمایا۔

"اس غریب آدمی کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے کہ ساری دنیا سونے سے بھر دی جائے"۔

(بخاری کتاب الرقاق باب فضل الفقر)

ایک غریب عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ رسول کریمؐ نے کچھ دن اس کو نہ دیکھا تو آپؐ نے پوچھا وہ عورت نظر نہیں آئی لوگوں نے بتایا کہ وہ فوت ہوگئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب وہ فوت ہوگئی تھی تو تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی کہ میں بھی اس کے جنازہ میں شامل ہوتا پھر فرمایا شاید تم نے اس کو غریب سمجھ کر حقیر جانا۔ ایسا کرنا درست نہیں تھا۔ مجھے بتاؤ اس کی قبر کہاں ہے۔ پھر آپؐ اس کی قبر پر گئے اور جا کر اس کے لئے دعا کی۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

مگر جہاں آپؐ غرباء کی عزت اور ان کے احترام کو قائم کرتے اور ان کی ضرورتوں کو پورا فرماتے تھے وہاں آپؐ ان کو عزت نفس کا بھی سبق دیتے تھے اور سوال کرنے سے منع فرماتے تھے۔ چنانچہ آپؐ ہمیشہ فرماتے تھے کہ مسکین وہ نہیں جس کو ایک کھجور یا دو کھجوریں یا ایک لقمہ یا دو لقمے تسلی دیدیں مسکین وہ ہے کہ خواہ کتنی ہی تکلیفوں سے گزرے سوال نہ کرے۔ (بخاری کتاب الکروب)

آپؐ اپنی جماعت کو یہ بھی نصیحت کرتے رہتے تھے کہ ہر وہ دعوت جس میں غرباء کو نہ بلایا جائے وہ بدترین دعوت ہے۔

(بخاری کتاب النکاح)

اسلام کی فتح کے بعد رسول کریمؐ کے پاس بہت سے اموال آتے انہیں آپؐ مستحقین میں تقسیم کر دیتے۔ ایک دفعہ بہت سا مال آیا تو آپ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا یا رسول اللہ دیکھئے میرے ہاتھ چکی پیس پیس کر زخمی ہو گئے ہیں اگر آپؐ مجھے ان اموال میں سے کوئی لونڈی یا غلام دیدیں تو وہ میرا ہاتھ بٹا دیا کریں۔

آپؐ نے فرمایا فاطمہ میری بیٹی میں تم کو لونڈی یا غلام رکھنے سے زیادہ قیمتی چیز بتاتا ہوں۔ جب تم سونے لگو تو تم تینتیس ۳۳ دفعہ الحمدللہ۔ تینتیس ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور چونتیس ۳۴ دفعہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے لونڈی اور غلام سے زیادہ بہتر ہوگا۔

(بخاری کتاب الدعوات باب تکبیر و التسبیح عند المنام)

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ آپؐ نے صدقہ کو اپنی اولاد کے لئے حرام کر دیا تا ایسا نہ ہو کہ آپؐ کے اعزاز اور احترام کی وجہ سے صدقہ کے اموال لوگ آپؐ کی اولاد میں ہی تقسیم کر دیا کریں۔ اور دوسرے غریب محروم رہ جائیں۔

ایک دفعہ آپؐ کے سامنے صدقہ کی کچھ کھجوریں لائی گئیں حضرت امام حسنؓ جو آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے ایک کھجور اپنے منہ میں ڈال لی۔ رسول کریمؐ نے فوراً انگلی ڈال کر ان کے منہ سے کھجور نکالی اور فرمایا یہ ہمارا حق نہیں۔ یہ خدا کے غریب بندوں کا حق ہے۔ (بخاری کتاب الکسوف باب اخذ صدقۃ التمر)

(استفادہ دیباچہ تفسیر القرآن و بخاری)

☆☆☆

سنداتِ خوشنودی

شعبہ مال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

مندرجہ ذیل اضلاع نے خدا تعالیٰ کے فضل سے سالِ رواں کے بجٹ کی سو فیصد وصولی بروقت مرکز ارسال کر دی ہے۔

لاہور، کراچی، راولپنڈی، مظفر آباد، سانگھڑ، منڈی بہاؤالدین، خیر پور، راجن پور، مٹھی، میر پور آزاد کشمیر، مردان

اسی طرح مندرجہ ذیل مجالس کے بارہ میں قیادت ضلع نے تصدیق کی ہے کہ وہ سو فیصد وصولی کر چکی ہیں اور اُن کا کوئی خادم بقایا دار نہیں:

ضلع سانگھڑ: سانگھڑ، گوٹھ احمد پور، چک نمبر ۲ منگلی، بھٹ بھائی

ضلع خیر پور: خیر پور شہر مجلس گوٹھ سلطان علی، گوٹھ مولوی عطاء اللہ

ضلع لاہور: مجلس اسلامیہ پارک، رکھ شیخ کوٹ، جاہمن، بھماں

ان اضلاع اور مجالس کی سنداتِ خوشنودی محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے مورخہ ۲۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو ناظمین مال ضلع و علاقہ کی دوسری مرکزی میٹنگ کے موقع پر تقسیم فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور انہیں شعبہ کے کام کو مزید آگے بڑھانے کی توفیق بخشے۔ اسی طرح دیگر مجالس، اضلاع اور علاقہ جات کو بھی سال رواں میں سندات خوشنودی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

☆☆☆

خطبہ الہامیہ

(مکرم فرید احمد ناصر صاحب۔ ربوہ)

یہ کتاب ماہِ نومبر کے مطالعہ کے لئے مقرر کی گئی ہے جو ہمیں روحانی خزائن کی سولھویں جلد میں پہلے نمبر پر ملے گی۔ یہ کتاب تین سو چونتیس ۳۳۴ صفحات پر مشتمل ہے جو کم و بیش ساری عربی زبان میں ہے۔ لیکن عربی میں تحریر کردہ اس کتاب کا سطر وار اُردو اور فارسی ترجمہ آپ کی آسانی کے لئے ساتھ کے ساتھ ملے گا۔

منارۃ المسیح کے تین بڑے مقاصد

اُردو زبان میں بیان کردہ مضمون بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے منارۃ المسیح کے مقاصد بیان فرمائے ہیں۔ حضور نے فرمایا:-

''اول یہ..... اس پر چڑھ کر پنج وقت بانگِ نماز دیا کرے اور تا خدا کے پاک نام کی اونچی آواز سے دن رات میں پانچ دفعہ تبلیغ ہو۔ اور تا مختصر لفظوں میں پنج وقت ہماری طرف سے انسانوں کو یہ ندا کی جائے کہ وہ ازلی اور ابدی خدا جس کی تمام انسانوں کو پرستش کرنی چاہیئے صرف وہی خدا ہے جس کی طرف اس کا برگزیدہ اور پاک رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم راہنمائی کرتا ہے۔ اس کے سوا نہ زمین میں نہ آسمان میں اَور کوئی خدا نہیں۔

دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے گا جس کی قریباً ایک سو روپیہ یا کچھ زیادہ قیمت ہوگی۔ یہ روشنی انسانوں کی آنکھیں روشن کرنے کے لئے دُور دُور جائے گی۔

تیسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا۔ اس منارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصے پر ایک بڑا گھنٹہ جو چار سو یا پانسو روپیہ کی قیمت کا ہوگا نصب کر دیا جائے گا۔ تا انسان اپنے وقت کو پہچانیں اور انسانوں کو وقت شناسی کی طرف توجہ ہو''۔

جماعت کو نصیحت

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ۔ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک شخص کو اس غرض سے تلخ دوا دیتا ہے کہ تا وہ اچھا ہو جائے وہ اس سے نیکی کرتا ہے ایسے آدمی کی نسبت ہم نہیں کہتے کہ اُس نے بدی کا بدی سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک نیکی اور بدی نیت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پس چاہیے کہ تمہاری نیت کبھی ناپاک نہ ہو تا تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ''۔ (صفحہ ۲۹)

عربی متن

اس کتاب کا پہلا حصہ حضورؑ کے اُس خطبہ پر مشتمل ہے جو آپ نے بموجب حکم الٰہی مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۰۰ء کو عیدالاضحیہ کے دن ارشاد فرمایا اِس لئے ابتداء میں آپؑ نے قربانی کے مضمون کو نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ پیش فرمایا۔ باقی ابواب میں اپنے دعویٰ کو قرآن و احادیث سے ثابت کیا ہے۔ کتاب کے آخر پر آپؑ نے ایک قصیدہ درج فرمایا ہے۔

رمضان کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

''اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریرات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن میں سے ایک ہے کہ رمض تپش کو کہتے ہیں۔ یہ آپ کی تحریر ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ رمضان یعنی دو گرمیاں۔ رمضان رمض یعنی گرمی کو کہتے ہیں۔ یہ نام اسی لئے رکھا گیا ہے کہ رمضان گرمی کے مہینے میں شروع ہوا تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ غلط بات ہے۔ دو گرمیاں ایک اور مضمون اپنے اندر رکھتا ہے اور اس کا گرمی کے مہینے میں شروع ہونے سے کوئی تعلق نہیں اس پر جب میں نے تحقیق کی کہ رمضان کب شروع ہوا تھا تو سردیاں بنتی تھیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات مجھے یقین ہے کہ اسی طرح ثابت ہوگی۔ رمضان کا آغاز سردیوں میں ہوا ہے گرمیوں میں ہوا ہی نہیں۔

پس آپ فرماتے ہیں اس لئے روحانی اور جسمانی تپش مل کر رمضان ہوا۔ یعنی جسمانی طور پر انسان بھوک پیاس کی شدت برداشت کرتا ہے اور جدوجہد بہت کرتا ہے رمضان میں، یہ اس کے لئے ایک حرارت ہے اور روحانی طور پر اس کی روح میں غیر معمولی طور پر گرمی پائی جاتی ہے اور بڑے جوش کے ساتھ اپنے رب کی طرف لپکتی ہے پس یہ دو گرمیاں ہیں جو مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ سخت دلوں کو پگھلانے کے لئے رمضان کو ایک خاص مزاج عطا ہوا ہے۔ اور امر واقعہ یہی ہے کہ بہت سخت دل جو عام دنوں میں نرم نہیں ہوتے اور خدا تعالیٰ کے لئے اپنے آپ کو پگھلتا ہوا محسوس نہیں کرتے رمضان میں بعض ایسی راتیں آتی ہیں کہ بے اختیار ان کے دل خدا کے حضور سجدوں میں پگھل کر بہنے لگتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فقرہ، رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں، یہ بے تعلق نہیں بلکہ حقیقتاً ہم نے اس کو ایسا ہی دیکھا ہے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نسبتاً لمبے اقتباسات میں سے کچھ پڑھ کر سناتا ہوں۔

ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۲۲۔۱۲۳

''تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزے کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے''۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ یہ مضمون وہی ہے۔ رمضان کو جو دیکھے وہ اس میں روزہ رکھے۔ شہد کا مطلب ہے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تشریح فرمائی ہے جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ پس تم میں

سے وہی ہے جو رمضان کو دیکھتا ہے، جو رمضان کو دیکھتا ان معنوں میں ہے کہ اس میں داخل ہو کر اپنی آنکھوں سے گواہی دے سکے۔ اپنے دل سے گواہی دے سکے یہ تو میرا ایسا ملک ہے جس میں جا چکا ہوں اور اس کے حالات کو جانتا ہوں۔

تزکیہ نفس

''روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربے سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔''

پس رمضان کے مہینے میں کھانے میں زیادتی رمضان کا حق ادا نہیں کرتی بلکہ رفتہ رفتہ کھانے میں کمی رمضان کا حق ادا کرتی ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ شروع میں تو بھوک نہیں لگتی اس وقت میں اس لئے نسبتاً کم کھاتے ہیں اور جوں جوں رمضان آگے بڑھتا جاتا ہے وہ زیادہ کھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ آخری دنوں میں تو رمضان ان کو پتلا کرنے کی بجائے موٹا کر جاتا ہے۔ یہ جسم کی فربہی دراصل نفس کی فربہی بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے عام طور پر بھولے پن میں، لاعلمی میں لوگ ایسا کرتے ہیں مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ تزکیہ نفس ہوتا ہے جو کم کھانے سے زیادہ ہوتا ہے۔ پس جتنا آپ کم کھانے کی طرف متوجہ ہونگے اتنا ہی رمضان آپ کے لئے فائدہ بخش ہوگا۔

کشفی قوتیں

''اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں'' یعنی خدا تعالیٰ کو انسان مختلف صورتوں اور صفات میں دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہ کشفی قوتوں کا لفظ بہت بامعنی تو ہے ہی مگر بہت اہمیت رکھتا ہے۔ بعض لوگوں کو ویسے ہی دماغ کی خرابی سے یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ وہ کشف دیکھ رہے ہیں یا نیند کے غلبہ کی وجہ سے ان کو کچھ سمجھ نہیں آتی اور اپنے خیالات کو ہی کشف بنا لیتے ہیں۔ رمضان میں کشوف کا جو کم کھانے سے تعلق ہے یہ بالکل اور چیز ہے۔ اس کا نفسانی خواہشات اور اپنے دل کے خیالات سے کوئی بھی تعلق نہیں اور مضمون بتاتا ہے کہ وہ کشف حقیقی خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا یا دل کا وہم تھا۔ دل کے توہمات میں ربط کوئی نہیں ہوتا۔ دل کے توہمات میں ایسی سچائی اور پاکیزگی نہیں ہوتی جو انسان کو گناہوں سے دور پھینک دے۔ پس کشف کا احساس کافی نہیں۔ کشف کا مضمون ضروری ہے کہ کشف میں وہ مضمون ہو جو تقویٰ کا مضمون ہے۔ اگر تقویٰ کا مضمون ہے تو انسان کو یہ کہنے کی ضرورت بھی نہیں کہ میں نے کشف دیکھا ہے۔ اگر تقویٰ کا مضمون ہوگا تو کشف دیکھنے والا اپنے کشف کو چھپالے گا اور اس کے تذکرے نہیں کرے گا۔ پس رمضان میں یہ ساری شرطیں اکٹھی پائی جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الفاظ کو غلط معنی پہنا کر آپ میں سے کئی گمراہ بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ خیال کر کے کہ ہم بڑے صاحب کشف بن گئے رمضان میں لوگوں سے تذکرے شروع کر دیں کہ یوں مجھے ہلکا سا جھونکا آیا میں نے کشف میں یہ دیکھ لیا یہ ساری باتیں بتانے کا جتنا شوق ہوگا اتنا ہی آپ کا کشف جھوٹا ہوگا۔ لیکن سچے کشف میں بعض دفعہ دوستوں اور عزیزوں کے متعلق خبر دی جاتی ہے اور وہ خبریں ایسی ہوتی ہیں جو سچی نکلتی ہیں۔ پس ان خبروں کا تذکرہ کرنا تقویٰ کے خلاف نہیں اور ان کشوف کو جھوٹا قرار نہیں دیتا۔

''پس خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزے دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے

چاہیئے کہ خداتعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جائے''۔

پھر روزے اور نماز کی عبادتوں میں ایک فرق بیان ہے فرمایا ہے۔

''روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور روح پر ہے۔نماز سے ایک سوز وگداز پیدا ہوتا ہے اس واسطے وہ افضل ہے۔روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں مگر یہ کیفیت بعض دفعہ جوگیوں میں پیدا ہو سکتی ہے''......اب یہ دیکھیں کہ نماز کو روزے سے افضل قرار دیا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ روزہ سب سے افضل ہے۔روزے کی جزاء اللہ ہے۔اس میں غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔روزہ بمقابلہ نمازیں ہے بلکہ روزے کا مقصد نماز ہے اور نمازوں کی حالت کو درست کرنا ہے۔پس اگر روزے میں نمازیں نہ سنواریں تو روزہ بیکار ہے۔اگر روزے میں نمازیں سنور جائیں تو روزہ نماز کا معراج اور نمازیں روزے کا معراج بن جاتی ہیں۔پس اس میں تفریق نہ کریں ورنہ مضمون بالکل بگڑ جائے گا۔حقیقت میں روزے کے دوران جتنی نمازیں سنوریں گی اتنا ہی روزے کا آپ پھل پائیں گے اور اس حد تک سنور جانی چاہئیں کہ گویا آپ کو خدا نظر آ گیا اور گویا اللہ آپ کو دیکھنے لگا۔یہ صورتیں ہیں جو در حقیقت روزے کی افضلیت میں پیش نظر رہنی چاہئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ملفوظات جلد دوم صفحہ ۴۳۳ پر فرماتے ہیں

پانچ مجاہدات

''خداتعالیٰ نے دین اسلام میں پانچ مجاہدات مقرر فرمائے ہیں۔نماز،روزہ،زکوۃ،صدقات،حج اور اسلامی دشمن کا رد اور دفع خواہ وہ سیفی ہو خواہ قلمی ہو''۔

یہ پانچ مجاہدات ہیں جو مسلمان پر فرض ہیں۔پہلی نماز، پھر زکوۃ،صدقات اس کے ذیل میں آتے ہیں چوتھا حج اور پانچواں جہاد خواہ وہ قلمی ہو۔

فرمایا''یہ پانچ مجاہدے قرآن شریف سے ثابت ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان میں کوشش کریں اور ان کی پابندی کریں۔یہ روزے تو سال میں ایک ماہ کے ہیں......بعض اہل اللہ تو نوافل کے طور پر اکثر روزے رکھتے ہیں اور ان میں مجاہدہ کرتے ہیں ہاں دائمی روزے رکھنا منع ہیں۔یعنی ایسا نہیں چاہیئے کہ آدمی ہمیشہ روزے ہی رکھتا رہے بلکہ ایسا کرنا چاہیئے کہ نفلی روزے کبھی رکھے اور کبھی چھوڑ دے''۔

اب رمضان کے آنے پر کتنے دل خوش ہوتے ہیں اور کتنے دل غمگین ہوتے ہیں یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں ہر انسان جو اپنا جائزہ لے گا اس کو محسوس ہو گا کہ رمضان کے آنے پر ویسی خوشی نہیں ہوتی شروع میں جیسی کہ رمضان کے آنے کا حق ہے بلکہ لوگ گھبراتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔پس اس عبارت کو سننے کے بعد یہ خیال نہ کریں کہ وہ منافق ہیں۔امر واقعہ یہ ہے کہ بوجھ اٹھانے سے پہلے دل میں خوف ضرور پیدا ہوتا ہے اور انسان رمضان میں داخل ہونے سے پہلے ڈرتا ہے کہ میں اس کے تقاضے پورے کر سکوں گا یا نہیں کر سکوں گا۔پھر اللہ تعالیٰ اس کے تقاضے آسان فرما دیتا ہے۔اس لئے جب میں یہ عبارت پڑھوں گا تو بعض لوگ ڈر کے یہ نہ سمجھیں کہ ان کی حالت منافقانہ ہے۔نعوذ باللہ من

ذالک۔ کیونکہ عام دستور ہے کہ ہمیشہ رمضان کی ذمہ داریوں کا خوف، رمضان کی آمد کے وقت شروع ہو جاتا ہے اور انسان شروع میں کچھ گھبراتا ہے کہ دیکھوں مجھ پر کیا گزرے گی لیکن اللہ تعالیٰ سچے بندوں کے لئے رمضان کو آسان فرما دیتا ہے اور پھر بشاشت کے ساتھ انسان رمضان میں سے گزر جاتا ہے۔ اس تمہید کے بعد میں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اقتباس پڑھتا ہوں۔

روزہ رکھنے کی تڑپ

''وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزے رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے''۔

جو شخص اس بات پر خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور میں اس کا منتظر تھا اگر بیماری اس کے راستے میں حائل ہو جائے وہ روزہ نہ رکھ سکے تو آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ لیکن ''اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں''

اب جو حقیقی بہانہ جو ہیں جن کا دل سچ مچ رمضان کی آمد سے خوش نہیں ہوتا ان میں اور سچے مومنوں میں جو دل سے رمضان کو برا نہیں جانتے اس کے فیوض سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ یہ نمایاں فرق ہے کہ سچے لوگ جب رمضان میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے وہ روزہ رکھیں اور بیماریوں کے بہانے ان کی راہ میں حائل نہ ہوں۔ اور جو بہانہ جو لوگ ہیں جو رمضان کی آمد سے خوش نہیں ہوتے ان کے نفس کے بہانے تیزی دکھانے لگتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ مجھے جب میں روزہ رکھوں تو چھینکیں شروع ہو جاتی ہیں۔ کوئی سمجھتا ہے کہ اس کے پیٹ میں خرابی ہو جاتی ہے، کسی کو سر درد ہو جاتی ہے، کسی کو اور بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ غرضیکہ وہ روزمرہ کی بیماریاں جو اس کو لاحق ہوتی ہی رہتی ہیں وہ رمضان کے سر جڑتا ہے اور کہتا ہے کہ اب تو میں خدا کا حکم مانوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو روزہ نہیں رکھ سکتا بیماریوں کی وجہ سے وہ نہ رکھے تو کون ہے مجھے حکم دینے والا میں تو خدا کا حکم مانوں گا۔ لیکن جب ان کا باقی سال آپ دیکھیں گے تو اس میں بھی نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ زندگی بھر محروم رہتے ہیں ورنہ کم سے کم باقی وقت تو رکھیں۔ جو واقعۃً سچے عذر کی وجہ سے رکتے ہیں اللہ کی خاطر رکتے ہیں وہ باقی سال میں ضرور رکھتے ہیں اور یہ لوگ اپنی عمر گنوا دیتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان تحریرات کو غور سے پڑھیں تو ہمارے لئے بہت سے باریک مسائل کو آپ کھولتے چلے جاتے ہیں۔

لیکن ''جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے اس کا کیا حال ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ درد دل ایک قابل قدر شے ہے''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵۶۳، ۵۶۴)

پس روزے سے محرومی کے نتیجے میں اگر درد دل ہو تو ایک بہت ہی اعلیٰ نشان ہے اس بات کا کہ واقعۃً تمہاری روزوں سے محرومی تمہیں ثواب سے محروم نہیں رکھے گی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ ایسے درد دل والے کو عام روزہ رکھنے والے کے ثواب سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ جنوری ۱۹۹۸ء)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حیات طیبہ کا ایک پہلو...... غیرت دینی

(فاتح احمد بسرا۔ نارووال)

پنڈت لیکھرام کا واقعہ

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فیروز پور سے قادیان کو آ رہے تھے ان ایام میں حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم فیروز پور میں مقیم تھے اور کسی تقریب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہاں گئے ہوئے تھے۔ خاکسار عرفانی کو (جوان ایام میں محکمہ نہر میں امیدوار ضلعداری تھا اور رکھانوالہ میں حافظ محمد یوسف ضلعدار کے ساتھ رہ کر کام سیکھتا تھا) بھی فیروز پور جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ جب وہاں سے واپس آئے تو میں رائے ونڈ تک ساتھ تھا۔ وہاں آپ نے ازراہ کرم فرمایا کہ تم ملازم تو ہو نہیں چلو لاہور تک چلو۔ عصر کی نماز کا وقت تھا آپ نماز پڑھنے کیلئے تیار ہوئے۔ اس وقت وہاں ایک چبوترہ بنا ہوا کرتا تھا۔ مگر آج کل وہاں ایک پلیٹ فارم ہے۔ میں پلیٹ فارم کی طرف گیا تو پنڈت لیکھرام آریہ مسافر جوان ایام میں پنڈت دیانند کی لائف لکھنے میں مصروف تھا جالندھر جانے کو تھا کیونکہ وہ غالباً وہاں ہی کام کرتا تھا۔ مجھ سے اس نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو میں نے حضرت اقدس کی تشریف آوری کا ذکر سنایا تو خدا جانے اس کے دل میں کیا آئی کہ بھاگا ہوا وہاں آیا جہاں حضرت اقدس وضو کر رہے تھے۔ (میں اس نظارے کو اب بھی گویا دیکھ رہا ہوں) اس نے ہاتھ جوڑ کر آریوں کے طریق پر حضرت اقدس کو سلام کہا مگر حضرت نے یونہی آنکھ اٹھا کر سرسری طور پر دیکھا اور وضو کرنے میں مصروف رہے اس نے سمجھا کہ شاید سنا نہیں اس لئے پھر کہا۔ حضرت بدستور اپنے استغراق میں رہے۔ وہ کچھ دیر ٹھہر کر چلا گیا۔ کسی نے کہا کہ لیکھرام سلام کرتا تھا فرمایا۔

''اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی توہین کی ہے۔ میرے ایمان کے خلاف ہے کہ میں اس کا سلام لوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر تو حملے کرتا ہے اور مجھ کو سلام کرنے آیا ہے''۔

غرض آپ نے اظہار غیرت کیا اور پسند نہ کیا کہ وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کی ہتک کرتا ہے میں اس کا سلام بھی لوں۔

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی صفحہ 271)

جنگِ مقدس میں اس خلق کا اظہار

1893ء میں امرتسر کے مقام پر عیسائیوں سے مباحثہ ہوا جس کا نام جنگِ مقدس رکھا گیا۔ ڈاکٹر پادری مارٹن

کلارک نے چائے کی دعوت پر آپ کو اور آپ کے خدام کو بلانا چاہا۔ آپ نے محض اس بنا پر صاف انکار کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بے ادبی کرتے ہیں اور نعوذ باللہ آپ کو جھوٹا کہتے ہیں اور مجھے چائے کی دعوت دیتے ہیں۔ میں نہیں پسند کرتا۔ ہماری غیرت تقاضا ہی نہیں کرتی کہ ان کے ساتھ مل کر بیٹھیں سوائے اس کے کہ ہم ان کے غلط عقائد کی تردید کریں۔

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی صفحہ 272)

صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کا واقعہ

حضرت صاحبزادہ مبارک احمد صاحب آپ کے چہیتے اور سب سے چھوٹے بیٹے تھے (جو خدا تعالیٰ کی وحی کے موافق فوت ہوگئے اور مقبرہ بہشتی میں ان کا مزار ہے) ہر بچہ اپنے ماں باپ کو پیارا ہوتا ہے۔ قدرتی طور پر مبارک احمد کو حضرت صاحب بہت پیار کرتے تھے۔

وہ خدا تعالیٰ کی آیت تھا اس سے ایک مرتبہ قرآن مجید کے متعلق سہواً ایک بے ادبی ہوگئی قرآن مجید ان سے گر گیا تھا۔ حضرت اقدس نے جب دیکھا تو آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ وہ شخص گویا بالکل بدل گیا تھا۔ باوجودیکہ آپ بچوں کو تعلیمی معاملات میں سزا دینے کے بہت خلاف تھے۔ مگر اس کو برداشت نہ کر سکے اور مبارک احمد کو ایک تھپڑ مارا جس سے نشان ہو گیا اور اظہار رنج فرمایا کہ قرآن مجید کی بے ادبی ہوئی ہے۔ وہ بچہ ہے ابھی ان آداب سے واقف نہیں لیکن آپ اس کو برداشت نہیں کر سکے اور چاہتے ہیں کہ کوئی حرکت کسی سے دانستہ یا نادانستہ ایسی سرزد نہ ہو جو استخفاف شریعت یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن مجید کی ہتک اور تحقیر کا موجب ہو۔ یہ واقعات غیرت دینی کے اظہار کی ایک شان ہیں۔ غیرت دینی کے اظہار کا ایک دوسرا رنگ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے خلاف کوئی اعتراض آپ سن نہ سکتے تھے اور فوراً اس کے جواب کیلئے آمادہ ہو جاتے تھے۔

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت یعقوب علی عرفانی صفحہ 74-273)

لاہور آریہ سماج کا واقعہ

آپ کی زندگی کے آخری سال 1907ء میں لاہور میں آریہ سماج کا جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں انہوں نے ایک مذہبی کانفرنس کی اور مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنا مضمون بھیجنے کی دعوت دی۔ چنانچہ آپ نے وہ مضمون لکھا جو چشمہ معرفت کے اوّل میں چھپا ہوا ہے۔

اس مضمون کے سنانے کیلئے حضرت حکیم الامت خلیفہ اوّل مامور ہوئے اور ایک جماعت آپ کے ساتھ بھیجی گئی۔ آریوں نے اپنی نوبت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں دل آزار کلمات بولے۔ آپ نے جب یہ سنا کہ ہماری جماعت کے لوگ ان کلمات کو سن کر بیٹھے رہے تو آپ نے اظہار ناراضگی فرمایا۔ کہ کیوں جماعت کے لوگ وہاں بیٹھے رہے۔ باوجود یہ کہ حضرت حکیم الامت کا آپ بہت احترام فرماتے تھے اور ان سے بہت محبت رکھتے تھے مگر اس فروگذاشت میں جو حاضرین مجلس سے ہوئی تھی آپ نے کسی

کی پرواہ نہ کی اور ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی اس وفد میں شریک تھے اور وہ اس وقت وہاں سے آنا بھی چاہتے تھے مگر ایک دوست نے کہہ دیا کہ راستہ نہیں ہے (اور فی الواقعہ نہیں تھا) ان کو بھی اٹھنے نہ دیا۔ باوجودیکہ آپ کو بہت محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر یہ غلطی ان کی بھی قابل معافی نہ سمجھی گئی اور ان سے جواب طلب کیا گیا۔ کیوں تم اس مجلس سے نہ اٹھ آئے جہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوئی تھی۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 273-272)

☆☆☆☆

اے میرے بندہ پرور کران کو نیک اختر

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مکرم فرید احمد نوید صاحب استاد جامعہ احمدیہ و مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو دو بیٹوں کے بعد پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بچی کا نام ''سائرہ نوید'' عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم ڈاکٹر نذیر احمد ساجد صاحب سابق پرنسپل طبیہ کالج ربوہ کی پوتی اور مکرم مغفور احمد منیب صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد مقامی کی نواسی ہے۔ بچی کی صحت، درازیٔ عمر اور نیک ہونے کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔

☆☆☆

نتیجہ مقابلہ مقالہ نویسی 01-2000ء

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب

(کل ۵۶ مقالہ جات موصول ہوئے)

نام	پتہ
۱۔ شکیل احمد ناصر	دارالعلوم شرقی حلقہ نور۔ ربوہ
۲۔ شفیق احمد بٹ	وحدت کالونی لاہور
۳۔ مرزا عرفان قیصر	ناصر ہوسٹل ربوہ
۴۔ عمران اسلم رانا	وقف جدید ہوسٹل ربوہ
۵۔ عزیز احمد عمر بھٹی	دارالعلوم وسطی ربوہ
۶۔ حارث مجید	دارالرحمت شرقی راجیکی ربوہ
۷۔ منصور احمد خان	محمود آباد کراچی
۸۔ حافظ مرزا محمد امجد	دارالعلوم غربی صادق ربوہ
۹۔ منشاد احمد نیر	فیصل ٹاؤن لاہور
۱۰۔ توقیر احمد آصف	دارالحمد فیصل آباد
۱۱۔ سردار محمود الغنی	ماڈل ٹاؤن لاہور
۱۲۔ افتخار الحق	علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
۱۳۔ مدثر شاہد	وحدت کالونی لاہور
۱۴۔ خالد مقصود	گرین ٹاؤن لاہور
۱۵۔ عبدالباری یاسر	عزیز آباد کراچی
۱۶۔ احسن محمود	نارتھ کراچی
۱۷۔ نوید احمد نعیم	نارتھ کراچی
۱۸۔ فضل احمد راشد	ملیر کینٹ کراچی
۱۹۔ طاہر احمد فضل	فضل عمر کراچی
۲۰۔ مسعود احمد	لطیف آباد حیدرآباد

☆☆☆☆☆

قسط نمبر ۵

عربی شاعری

مکرم مقبول احمد ظفر صاحب

طرفة بن العبدالبکری

ان سات قصائد میں سے دوسرا قصیدہ اس شاعر کا ہے جس کا اصل نام عمرو بن العبد تھا اور قبیلہ بکر بن وائل الربیعۃ سے اس کا تعلق تھا۔ زمانہ جاہلیت کے اکثر شعراء کی طرح یہ بھی اپنے لقب طرفة سے مشہور ہوا۔ طرفة جس خاندان میں پیدا ہوا وہ شعر اور شعراء سے بھرا ہوا تھا۔ طرفة کا چچا مشہور شاعر المرقش الأصغر تھا جو خود ایک مشہور شاعر المرقش الأکبر کے بھائی کا بیٹا تھا طرفة کا ماموں المتلمس بن جریر بھی شاعر تھا جب کہ طرفة کی بہن بھی مشہور شاعرہ تھی جس کا نام الخرنق تھا۔ اس لئے یہ عجیب بات نہیں کہ طرفة بچپن ہی سے ایک فصیح و بلیغ اور قادر الکلام بن کر ابھرا۔ باپ کی بچپن ہی میں وفات ہو جانے کی وجہ سے اس کی تربیت غیر مناسب طریق سے ہوئی چنانچہ اسے بیکاری اور کھیل کود اور مے نوشی اور دوسری بدعادات پڑ گئیں۔ جوانی کے نشہ میں آکر اس نے اُس وقت کے بادشاہ عمرو بن ھند کی ھجو کر دی چنانچہ روایات کے مطابق اسے بادشاہ نے قتل کروا دیا۔ یہ جب قتل ہوا اس وقت اس کی عمر ۲۶ سال بیان کی جاتی ہے۔ اس قتل یا وفات کا سن ۵۷۰ عیسوی بیان کیا جاتا ہے۔

اس کی شاعری اور اس کا قصیدہ

شاعری میں طرفة کی دسترس کا یہ بہت بڑا ثبوت ہے کہ انتہائی کم عمری میں اس کی وفات ہوئی اور اس کے باوجود اس کی شاعری زمانہ جاہلیت میں اتنی مشہور ہو چکی تھی کہ اس کا شمار عرب کے ان سات مشہور شعراء میں ہونے لگا جن کے قصائد زبان زد عام تھے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس کے اِس قصیدہ کے علاوہ اس کی شاعری ہم تک نہیں پہنچ سکی۔ اس کی شاعری میں راست گوئی نمایاں ہے اس لئے کسی چیز کے اوصاف بیان کرنے میں اس نے مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیا۔

اپنے قصیدہ میں وہ اپنا فلسفۂ حیات بیان کرتا ہے جو دراصل جاہلانہ اور گمراہ کن خیالات پر مشتمل ہے ایسے گمراہ کن خیالات جو اسے اُس ماحول میں ورثہ میں ملے تھے یعنی زندگی عیش و عشرت اور لذت اور سرور حاصل کرنے کا نام ہے اور چونکہ موت سے کسی کو مفر نہیں اور دائمی زندگی کسی کو حاصل نہیں اس لئے عیش و عشرت سے سیراب ہو کر مرنا چاہئے۔ اس کے بعد اس قصیدہ میں اپنے عزیز و اقارب کی طرف سے اپنے اوپر ہونے والے مظالم اور ان کے دولت نہ دینے پر رنج و غم اور مایوسی کا اظہار کرتا ہے۔ آخر میں وہ کہتا ہے کہ زمانہ کے دن خود ہی ایک روز اس کے نظریات اور آراء کی صداقت پر دلائل دیں گے۔ اس قصیدہ کو اگر بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو یہ ایک مضطرب اور غمگین اور مایوس طرفة کی تصویر پیش کرتا ہے۔ قصیدہ کا پہلا شعر درج ہے۔

لِخَولَةَ أطلالٌ بِبُرقَةِ ثَهمَدِ
تَلُوحُ كَبَاقِي الوَشمِ فِي ظَاهِرِ اليَدِ

یعنی خولہ نامی عورت جہاں رہتی تھی وہاں اُس کے آثار

نمایاں ہیں اور وہ اس طرح خوبصورت اور چمک دار ہیں جس طرح کسی عورت کی ہتھیلی کی پچھلی طرف آٹا گوندھنے کے بعد آٹے کے نشانات بیل بوٹوں کی صورت میں باقی رہ جاتے ہیں۔

اپنی تعریف میں فخر کے ساتھ یہ کہتا ہے جب میری قوم کہتی ہے کہ کوئی بہادر نوجوان ہے؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ اُس نے مجھے ہی بلایا ہے اور میری ہی ضرورت ہے تو پھر میں سستی نہیں کرتا اور ان کی مدد کرتا ہوں۔

زندگی اور موت کے بارے میں کہتا ہے کہ میری نظر میں زندگی ایک ایسا خزانہ ہے جو ہر رات کے گذرنے سے گھٹتا رہتا ہے۔ دن اور رات کی یہ گردش چلتی رہے گی اور ہمارا یہ زمانہ ختم ہو جائے گا۔

آخر میں کہتا ہے

سَتُبْدِی لَکَ الأیّامُ مَا کُنْتَ جَاهِلاً

وَیَاْتِیکَ بِالأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

یعنی زمانہ تم پر خود بخود وہ امور کھول دے گا جن سے تم غافل تھے اور وہ شخص تم تک اطلاعات پہنچائے گا جسے تم نے کوئی زادراہ یعنی (صلہ یا انعام) نہیں دیا یعنی سچی باتیں اور خبریں تو تم تک ہر حال میں پہنچ کر ہی رہیں گی۔

زهیر بن أبی سُلّمی

تیسرا قصیدہ کہنے والا شاعر قبیلہ مزنیة المضریة سے تعلق رکھنے والا مشہور شاعر جو اپنی حکیمانہ اور کہاوتوں والی شاعری کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے شاعری میں وہ کچھ پایا جو زمانہ جاہلیت میں کسی اور شاعر کو نہ ملا اور وہ یہ کہ اس کا باپ شاعر تھا۔ اس کا ماموں بشامة بن الغدید شاعر تھا۔ اس کی دونوں بہنیں سلمی اور حضرت خنساء شاعرات تھیں پھر ان کے دونوں بیٹے حضرت بجیر اور حضرت کعب شاعر تھے اور اس کا پوتا عقبہ بن کعب اور پڑپوتا عوام بن عقبہ بن کعب بن زہیر بھی شاعر تھا۔ اس شاعر کی شخصیت اور شاعری کا اس سے بڑھ کر تعارف اور کیا ہو سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ زہیر زمانہ جاہلیت کا سب سے عمدہ اور مشہور شاعر ہے کیونکہ وہ راست گو اور کسی چیز کی صفت میں وہی بیان کرتا ہے جو اس میں ہو۔ اس کی شاعری اتنی عمدہ ہے کہ بعض لوگ اسے نابغہ اور امرؤ القیس سے بھی بڑا مرتبہ دیتے ہیں۔ اس کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ یہ اپنے قصیدہ کو چار مہینہ تک پوری توجہ اور محنت سے نظم کرتا پھر چار ماہ اس کی کانٹ چھانٹ اور درستی میں صرف کرتا اور پھر اگلے چار ماہ اساتذہ شعراء اور علماء کے سامنے پیش کر کے ان سے مستفید ہوتا اور اس کے بعد اسے عوام میں پیش کرتا اسی ایک برس میں قصیدے تیار کرنے کی وجہ سے اس کے قصائد کو ''حولیات'' یعنی ایک حول یعنی ایک ایک سال میں تیار ہونے والے قصائد کا نام دیا جاتا ہے۔

اس کا قصیدہ مرۃ قبیلہ کے دو شخصوں حارث بن عوف اور ہرم بن سنان کی مدح میں ہے جنہوں نے عبس اور ذبیان میں صلح کروانے کی غرض سے ۳۰ ہزار اونٹ اپنی طرف سے بطور دیت دے دیئے۔

اس کے اپنے ایک شعر سے علم ہوتا ہے کہ اس کی عمر ایک سو دس سال سے زائد تھی اور مورخین کی زیادہ روایات یہی بتاتی ہیں کہ اس کی وفات ۶۱۰ عیسوی یا اس سے ایک سال قبل ہوئی۔

اس نے بھی قصیدہ کا آغاز قصیدہ کی اس وقت کی مروجہ روایت کے مطابق ایک عورت ام اوفی جو اس کی بیوی تھی کی یاد اور اس کے کھنڈرات پر کھڑے ہونے اور انہیں سلام کرنے کے ذکر سے کیا ہے۔ اس کے قصیدہ کا پہلا شعر یوں ہے۔

أَمِنْ أُمِّ أَوْفَىٰ دِمْنَةٌ لَمْ تَكَلَّمِ
بِحَوْمَانَةِ الدَّرَّاجِ فَالْمُتَثَلَّمِ

کہ ام اوفی اور اُس کے قبیلہ کی رہائش اختیار کرنے کے بعد وہ جگہ جہاں قبیلہ والے استعمال شدہ اشیاء اور کوڑا کرکٹ وغیرہ پھینکتے تھے اور وہ رہائش کی جگہ جو حومانہ اور دراج اور متثلم مقام پر تھیں۔ یہ اس کی یاد دلاتی ہیں لیکن کیا یہ بولتیں نہیں اور جواب نہیں دیتیں۔

اس قصیدہ کے اشعار سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ زہیر خدا کے عالم الغیب ہونے اور روز قیامت پر ایمان لاتا تھا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ خدا سے تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے چھپانے کی کوشش نہ کرو کیونکہ وہ تو ہر پوشیدہ رکھی جانے والی چیز کو جانتا ہے۔ جو بھی عمل انسانی ہے اس کا ایک یوم حساب مقرر ہے۔ اگر اس کی جزاء میں دیر ہوئی تو یوم حساب والے دن یعنی قیامت والے دن وہ جزاء مل جائے گی اور اگر وہ جزاء جلدی دی جانی ہوئی تو اسی دنیا میں اس کا بدلہ مل جائے گا۔

جنگ کے خطرناک ہونے کے بارے میں کہتا ہے کہ جنگ کوئی مذاق کی بات نہیں۔ اس کو جب تم پیچھے لگاؤ گے تو یہ پیچھے پڑ جائے گی۔ یہ آگ کی طرح پھیل کر سب کو بھسم کر دیتی ہے اور چکی کی طرح ایک ایک کو پیس دیتی ہے۔ اس کے پھیلنے اور بڑھنے کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک حاملہ سال میں دو دفعہ حاملہ ہو اور ہر حمل سے دو، دو بچے جنے۔

نصائح کرتے ہوئے کہتا ہے کہ نااہلوں اور غیر مناسب لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا برائی بن جاتی ہے اور اپنے کئے پر شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو ظاہری شخصیت سے تجھے پسندیدہ ہوں گے لیکن ان کی بڑائی یا ان کے گھٹیا پن کا علم ان کی گفتگو سے ہوگا۔ (باقی آئندہ)

نزلہ زکام

(مکرم مرزا ناصر انعام صاحب)

ہر سال صرف امریکہ میں ایک ارب افراد نزلہ زکام کا شکار ہوتے ہیں۔ اس سے متاثر ہونے والوں میں سب سے زیادہ تعداد بچوں کی ہوتی ہے۔ اس بڑی تعداد میں نزلہ زکام کا بچوں پر حملہ کی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ بچوں میں نسبتاً اس بیماری کے خلاف قوت مدافعت کی کمی ہونے کے علاوہ ان کا دوسرے بچوں کے ساتھ سکول اور ڈے کیئر سینٹرز (Day care centers) میں میل جول بہت زیادہ ہوتا ہے۔ عام طور سے بچوں پر سال میں چھ سے دس حملے اس بیماری کے ہوتے ہیں جب کہ سکولوں میں پڑھنے والے بچوں میں یہ تعداد ۱۲ تک بھی ہو سکتی ہے۔ اس کے بالمقابل بڑی عمر کے لوگوں میں ان حملوں کی تعداد ۲ سے ۴ تک سالانہ ہوتی ہے۔ اسی طرح بیس سے تیس سال تک کی عورتیں مردوں کی نسبت اس بیماری کا شکار زیادہ ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ عورتوں کو پرورش کے سلسلے میں بچوں سے زیادہ واسطہ پڑتا ہے۔ جب کہ ساٹھ سال سے اوپر کے لوگوں میں دوران سال نزلہ زکام کا ایک ہی حملہ ہوتا ہے۔

نزلہ زکام پھیلنے کی وجوہات

دو سو سے زائد مختلف وائرس معلوم ہو چکے ہیں جو نزلہ زکام کی علامات پیدا کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض جیسے رائنو وائرس (Rhino Viruse) شاذ ہی کسی خطرناک بیماری کی وجہ بنتے ہیں۔ جبکہ دوسرے جیسے Para influenuza وغیرہ بڑی عمر کے لوگوں میں نسبتاً درمیانے درجہ اور بچوں میں سانس کی نالی کے نچلے حصے کی شدید انفیکشن پیدا کر سکتے ہیں۔

رائنو وائرس (Rhino Viruse)

رائنو یونانی لفظ Rhin سے نکلا ہے جس کے معنی ناک کے ہیں۔ بڑی عمر کے لوگوں میں نزلہ زکام کے حملوں کی تیس سے پینتیس فی صد وجہ ان وائرس کا حملہ ہوتا ہے۔ موسم خزاں کے آغاز، بہار اور گرمی کے موسم میں یہ زیادہ فعال ہوتے ہیں ان کی ایک سو دس مختلف اقسام دریافت کی جا چکی ہیں۔ تقریباً 33°c (91°f) درجہ حرارت ان کی تیزی سے نشوونما اور بڑھوتری کے لئے موزوں ترین ہے۔ ہماری ناک کی رطوبتیں بھی اس درجہ حرارت پر ہوتی ہیں۔

کورونا وائرس (Corona Viruse)

بڑی عمر کے لوگوں میں نزلہ زکام کا سب سے بڑا باعث یہ وائرس ہوتے ہیں۔ یہ زیادہ تر سردیوں اور موسم بہار کے آغاز میں بیماری پھیلاتے ہیں۔ ان کی ۳۰ سے زائد مختلف اقسام دریافت ہو چکی ہیں جن میں سے تین یا چار انسانوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ نزلہ زکام میں ان کا کردار ابھی تک واضح نہیں ہو سکا۔ کیونکہ رائنو وائرس (Rhino Viruse) کے برعکس ان کی لیبارٹری میں مصنوعی طور پر نشوونما نہیں کی جا سکتی۔ بالغان میں اس بیماری کے ۳۰ سے ۵۰ فیصد حملوں کے بارے میں خیال تو یہی ہے کہ مختلف وائرسوں کی وجہ سے ہوتے ہیں مگر معین طور پر ابھی ان جراثیموں کا پتہ نہیں لگایا جا سکا۔ ایک ہی قسم کے وائرس ہیں جو بچوں اور بڑوں دونوں کو یکساں طور پر متاثر کرتے ہیں۔ اسی طرح بچوں میں نزلہ زکام کی علامت پیدا ہونے کی معین وجوہات نہ معلوم ہونے کی وجہ سے مختلف وائرسوں کا

بیماری پھیلانے میں کردار بھی ابھی واضح نہیں ہوسکا۔

کیا سرد موسم نزلہ زکام پیدا کرسکتا ہے

گو عام طور پر اسی خیال پر یقین کیا جاتا ہے کہ شدید موسم، ایک دم سردی لگنے یا سردی سے ایک دم گرمی لگنے کی وجہ سے نزلہ زکام پھیلتے ہیں مگر درحقیقت نزلہ زکام کی نشوونما یا شدت میں اضافہ پر ان حالات کا کوئی اثر نہیں اور نہ ہی اس کے پھیلنے یا نہ پھیلنے میں ورزش، خوراک، بڑھے ہوئے ٹانسلز یا Adevoids کا کوئی کردار ہے۔ اس کے برعکس، تحقیقات کے مطابق ذہنی پریشانی اور مختلف قسم کی الرجیز (Allergies) جو ناک کی نالی اور گلے کو متاثر کرتی اس بیماری کا باعث ہوتی ہیں۔

مرض کی علامات

عام طور سے نزلہ زکام کی علامات بیماری کے جراثیم سرایت کرنے کے دو سے تین دن بعد ظاہر ہوتی ہیں ان میں ناک سے رطوبت خارج ہونا، سانس لینے میں دشواری، سائینس (Sinus) کی جھلیوں کی ورم، چھینکوں کا جاری ہونا، گلا خراب ہوجانا، کھانسی اور سردرد سرفہرست ہیں۔ اس کے علاوہ ہلکا بخار جو نوزائیدہ اور چھوٹے بچوں میں 102°f تک جاسکتا ہے۔ یہ علامات ۲ سے ۱۴ روز تک موجود رہتی ہیں مگر دو تہائی لوگ عام طور پر ایک ہفتے میں بھی شفایاب ہوجاتے ہیں۔ اگر دو ہفتے کے بعد بھی علامات برقرار رہیں تو یہ نزلہ زکام کی بجائے الرجی کی وجہ سے زیادہ ممکن ہے۔

کبھی کبھی نزلہ زکام کی وجہ سے سائینس (Sinus) اور کان کے درمیانی حصے کی ثانوی بیکٹیریائی انفیکشن ہوجاتی ہے جس کے بعد بیکٹیریا کش دوائیں (Antibiotic) دینا پڑتی ہیں۔ تیز بخار سوجے ہوئے غدود، چہرے کی شدید درد اور ایسی کھانسی جس کے ذریعے گلے سے بہت رطوبت خارج ہو کسی پیچیدگی یا ایسی بیماری کو ظاہر کرتی ہیں کہ جن کے لئے فوری طور پر ڈاکٹر سے رابطہ ضروری ہے۔

نزلہ زکام کے وائرس کیسے بیماری پیدا کرتے ہیں

وائرس جسم کے دفاعی نظام پر غلبہ حاصل کرکے بیماری پیدا کرتے ہیں۔ انسانی جسم کا پہلا دفاع وہ رطوبات ہیں جو ہمارے گلے اور ناک میں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ جب ہم سانس لیتے ہیں تو یہ رطوبتیں ہوا میں موجود مٹی، زردانہ، بیکٹیریا اور وائرسز کو روک لیتی ہیں۔ جب ایک وائرس ان رطوبات میں داخل ہوکر خلیہ (Cell) تک پہنچتا ہے تو یہ جسم کی لحمیات بنانے والی مشینری کو اپنے تابع کرکے نئے وائرس پیدا کرنے کا کام لینا شروع کردیتا ہے جو پھر اردگرد کے خلیوں پر حملہ شروع کردیتے ہیں۔

نزلہ زکام کے خلاف جسم کی مدافعت

نزلہ زکام کی علامات اغلباً جسم کے مدافعتی نظام کے بیماری کے خلاف ردعمل کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ناک میں موجود وائرس سے متاثر ہونے والے خلیوں سے جاری ہونے والے پیغامات کے نتیجہ میں انفیکشن سے متاثرہ علاقے میں خون کے سفید خلیے بھیجے جاتے ہیں۔ یہ سفید خلیات مدافعتی نظام سے تعلق رکھنے والے بعض کیمیائی مادے خارج کرتے ہیں مثلاً Kinins۔ یہ کیمیائی مادے پھر بیماری کی علامات پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔ جن میں ناک کی جھلیوں میں ورم اور سوزش، لحمیاتی رساؤ، خون اور Lymph کی نالیوں سے مادہ کا اخراج، اور رطوبت کا زیادہ پیدا ہونا شامل ہیں۔

نزلہ زکام کیسے پھیلتا ہے

وائرس کی مختلف اقسام مندرجہ ذیل طریقوں سے بیماری ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتی ہیں۔

۱۔ جلد اور ماحول میں موجود متاثرہ رطوبات کو ہاتھ

لگانے کے بعد ناک اور آنکھوں کو ہاتھ لگانا۔

۲۔ایسی ہوا میں سانس لینا جس میں بیماری کے ذرات موجود ہوں۔ یہ ذرات مختلف قسموں سے تعلق رکھتے ہیں۔

بیماری سے بچاؤ

ایسے نزلہ زکام جو رائنو وائرس (Rhinoviruse) کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اُن سے بچنے کا سب سے زیادہ سادہ اور مفید طریقہ ہاتھ دھوتے رہنا ہے۔ اسی طرح ناک اور آنکھوں کو بار بار ہاتھ نہ لگانا بھی بیماری سے بچاتا ہے۔ نزلہ زکام کے مریضوں کو چاہئے کہ وہ چھینک مارنے اور کھانسنے کے لئے ٹشو پیپر (Tissue Paper) کا استعمال کیا کریں اور استعمال کے بعد اسے فوراً پھینک دیں۔ اس کے علاوہ جس حد تک ممکن ہو لمبی مدت کے لئے نزلہ زکام کے مریضوں سے احتراز کریں۔ چونکہ رائنو وائرس ناک کی رطوبات سے باہر جلد پر اور ماحول میں موجود دوسری چیزوں پر صرف تین گھنٹے تک زندہ رہ سکتا ہے اس لئے ماحول کو ادویات کے ذریعہ صاف رکھنا بھی بیماری سے بچاؤ میں مدد دیتا ہے۔

علاج

نزلہ زکام کی بیماری کے عام حملوں میں صرف اعراضی علاج (Symptomatic Treatment) ہی رائج ہے اس میں آرام کرنا' پانی اور دوسرے مشروبات کی مقدار زیادہ کرنا' نمکین پانی سے غرارے کرنا شامل ہیں۔ اسی طرح دکھتی ناک پر پیٹرولیم جیلی (Petroleum Jelly) لگانا اور بخار اور سر درد کو دور کرنے کے لئے اسپرین (aspirin) اور ایسٹ امائنوفن (acetaminophen) استعمال کی جاتی ہے۔ نزلہ زکام کی غیر نسخہ جاتی ادویات میں کھانسی دبانے اور مرض کی شدت دور (Decongestant) کرنے کی دوائیاں دستیاب ہیں۔ جن سے نزلہ زکام کی علامات میں کچھ بہتری تو ہو جاتی ہے مگر یہ بیماری سے مکمل افاقہ یا بچاؤ یا دورہ کی مدت کو مختصر کرنے کی اہلیت نہیں رکھتیں اسی طرح غیر نسخہ جاتی (antibiotic) سوزش کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے ردعمل جیسے ناک کا بہنا یا آنکھوں سے پانی کے جاری ہونے میں ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔ بیکٹیریا کش ادویات (antibiotic) وائرس کو نہیں مار سکتیں۔ لہذا ان کا استعمال صرف بیکٹیریائی پیچیدگیوں جیسے کان کی انفیکشن اور سائینس (Sinus) کی نالیوں پر بیکٹیریا کے حملہ کی صورت میں ہی ہونا چاہئے۔ یہ بیماریاں نزلہ زکام کے بعد ثانوی پیچیدگی کے طور پر نمودار ہو سکتی ہیں۔ لیکن بیکٹیریا کش ادویات (Antibiotic) کا استعمال ''شاید کام کر جائے'' کی بنیاد پر ثانوی بیکٹیریا انفیکشنز سے بچا نہیں سکتا۔

نزلہ زکام میں وٹامن سی کا استعمال

بہت سے لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ زیادہ مقدار میں وٹامن سی کھانے سے نزلہ زکام اور اس کی دوسری علامات سے بچاؤ اور بیماری کی صورت میں افاقہ ممکن ہے۔ اس نظریہ کو پرکھنے کے لئے ایک لمبے عرصے تک بہت بڑے پیمانے پر بچوں اور بڑوں میں نزلہ زکام پر وٹامن سی کے کردار پر تحقیقی کام کیا گیا۔ اس کے باوجود ابھی تک معین طور پر یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ وٹامن سی زکام سے بچاتی ہے۔ عین ممکن ہے کہ یہ بیماری کی شدت اور دورہ کو کم کرنے میں مدد دیتی ہو مگر ابھی تو واضح ثبوت نہیں مل سکا۔ اسی طرح بھاپ لینے کو بھی اس مفروضہ کی بناء پر نزلہ زکام میں مفید سمجھا جاتا ہے کہ یہ ناک کی جھلیوں کا درجہ حرارت بڑھا کر رائنو وائرس (Rhinoviruse) کی نشوونما کو روکتی ہے۔ تاہم حال ہی میں ہونے والی تحقیقات میں یہ ثابت نہیں ہو سکا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بیماری کے Congestion کو وقتی طور پر کم کرنے میں مفید ہو۔ (ٹائمز المینک ۲۰۰۰_۱۹۹۹)

★★★

کلام حضرت حسنؔ رہتاسی صاحب

تالاب کنارے روتی تھی کل بٹیا اک بیراگن کی
جب ظالم کاگا لے بھاگا بن پوچھے ٹکیہ صابن کی

سر ننگے، پا برہنہ تھی اور کاگا کاگا کہتی تھی
اک ہاتھ سے تھامے دامن تھی، اک ہاتھ میں ٹہنی جامن کی

تھے بال بھی لت پت صابن میں، پوشاک بھی تن پر نازک سی
تھا ابر میں سورج بھی پنہاں اور تند ہوا تھی پھاگن کی

بیتاب تھی، بے کس، بے بس تھی، حیران، پریشاں، سرگرداں
یوں نین برستے جاتے تھے، جوں برکھا برسے ساون کی

پردھان بنے بیٹھا تھا وہ اک رکھ پر بھدر پُرشوں میں
اس رُکھ کی ٹہنی ٹہنی پر آباد تھی لنکا راون کی

کہتی تھی ٹکیہ دے میری اور لے اسیس اس پاپن کی
سکھ باس ہو تیرے بچوں کا اور خیر ہو تیری کاگن کی

ناگاہ زمیں پہ گری ٹکیہ دُکھیا نے لپک کر ہاتھ میں لی
یوں خوش تھی جیسے ہاتھ لگی ہو چٹھیا بچھڑے ساجن کی

جب غسل میں تھے مصروف حسنؔ کچھ یونہی طبیعت آ جو گئی
یہ نظم زباں پر جاری تھی اور ہاتھ میں ٹکیہ صابن کی

☆☆☆☆☆☆

سیرت وسوانح

حضرت حسّان بن ثابتؓ

(مکرم ظہور الٰہی توقیر صاحب۔ پتوکی)

نام حسانؓ تھا۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ حسان بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو۔ آپ مدینہ کے قبیلہ بنو نجار میں سے تھے۔ انصار کے دو مشہور قبیلے اوس اور خزرج بنو نجار میں سے تھے۔ لہذا حضرت حسان نجاری کہلائے اور انصاری بھی۔ حضرت حسان قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ جاہلیت میں جب اوس اور خزرج کی جنگ ہوئی تو حضرت حسان نے اپنے اشعار سے خزرج کا دفاع کیا۔

آپ کی والدہ کا نام فریعہ تھا جو حضرت سعد بن عبادہ مشہور سردار خزرج کی چچازاد تھیں۔ "حضرت حسان کی مشہور کنیت ابو ولید ہے لیکن ابوالحسام اور ابو عبدالرحمان بھی آتی ہے"

(شرح دیوان حسان بن ثابت صفحہ ۴ دار بیروت للطباعة والنشر)

حضرت حسانؓ کا حافظہ بلا کا تھا۔ فرماتے ہیں میں سات یا آٹھ سال کا تھا مجھے اچھی طرح یاد ہے یثرب (مدینہ) کے ٹیلے پر کھڑا ہو کر ایک یہودی چلا رہا تھا کہ اے یہود! اے یہود! جب یہودی آئے اور پوچھا کیا ہوا تو اس نے کہا۔ "ارے دیکھو تو وہ ستارہ طلوع ہوا جو بتاتا ہے کہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس رات پیدا ہو گئے ہیں" (الاغانی جلد ۴ صفحہ ۱۴)

لمبی عمروں والا خاندان

حضرت حسانؓ نے بہت لمبی عمر پائی اور عجیب بات یہ ہے کہ کئی پشتوں سے ان کے آباء و اجداد بھی لمبی عمر پاتے رہے۔ ان کے پڑدادا حرم نے ایک سو بیس برس عمر پائی۔ ان کے دادا منذر کی عمر بھی ایک سو بیس برس تھی اور ان کے باپ ثابت بھی اتنا عرصہ زندہ رہے۔ حضرت حسان جب فوت ہوئے تو آپ بھی ایک سو بیس برس کے تھے۔ آپ نے ۵۴ ھ میں حضرت معاویہ کے زمانے میں وفات پائی۔

(اسد الغابہ جلد اول صفحہ ۵۵۲)

آخری عمر تک ان کے حواس اور عقل و فکر درست تھے۔ البتہ جسم کچھ کمزور پڑ گیا تھا اور آخری عمر میں بصارت سے بھی محروم ہو گئے تھے تب آپ کی خدمت آپ کا بیٹا کیا کرتا تھا۔

حضرت حسانؓ کی فضیلت

حضرت حسانؓ بہت پایہ کے شاعر تھے اور ادب کی اصطلاح میں انہیں مخضرمی شاعر کہتے ہیں۔ مخضرمی شاعر وہ ہے جس نے جاہلیت کے زمانے میں اور اسلام میں بھی عمدہ اشعار کہے ہیں۔ آپ کو اشعر شعراء المخضرمین کا لقب دیا گیا ہے کہ مخضرمی شعراء میں سے سب سے عظیم شاعر ہیں۔

جاہلیت کے زمانے میں آپ غسان اور حیرہ کے بادشاہوں کی تعریف کرتے اور انعام و اکرام وصول کرتے۔

حضرت ابوعبیدہؓ بیان کرتے ہیں کہ شاعروں میں حسان کو تین فضیلتیں حاصل ہیں:-

"ایک یہ کہ وہ جاہلیت میں انصار کا شاعر تھا۔ دوسرے یہ کہ آنحضورؐ کے دور میں آپ شاعر النبیؐ تھے اور تیسری

فضیلت یہ ہے کہ ان کی شاعری سرتا پا برکت والی رہی''۔ (شرح دیوان حسان صفحہ ض)

آپ ہی وہ خوش نصیب شاعر ہیں جن کو نبی کریمؐ مسجد میں منبر رکھوا دیتے اور فرماتے ''حسان ان کو میری طرف سے جواب دو اور ساتھ ہی یہ دعا کرتے۔ اے اللہ! روح القدس سے اس کی تائید کر'' (جواہر الادب جلد دوم صفحہ ۱۴۳)

جب شروع میں کفار کی ہجو کا جواب دینے کا فیصلہ ہوا تو آنحضورؐ نے فرمایا حسان تم قریش کی کس طرح ہجو کرو گے میں بھی تو ان میں سے ہوں تو حضرت حسان نے جواب دیا۔ ''حضورؐ میں آپ کو ان سے یوں الگ کرلوں گا جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال''۔ (تاریخ الادب العربی صفحہ ۱۱۲) اسی طرح آنحضورؐ نے حسانؓ کو فرمایا اے حسانؓ قریش کی ہجو کر اور جبریل تیرے ساتھ ہوگا۔ اے اللہ تو حسان کی روح القدس کے ذریعے مدد کر۔

(صحیح مسلم باب فضائل حسانؓ بن ثابت)

حضرت حسانؓ کی ہجو اتنی متاثر کن تھی کہ کہا گیا ہے:

اگر ان کی ہجو سمندر میں ملائی جائے تو اس کی تلخی پر ان کے شعر اپنی تاثیر کی وجہ سے غالب آجائیں۔

(الوسیط فی الأدب العربی صفحہ ۱۶۰)

کفار کی طرف سے عبداللہ بن الزبعریٰ، ابوسفیان اور عمرو بن عاص ہجو کرتے تھے اور مسلمانوں کی طرف سے حضرت حسان، حضرت کعب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ جواب دیتے۔ حضرت حسان کے شعر اتنے موثر تھے کہ ان کا ایک ہم عصر، عرب کا عظیم ہجو گو شاعر حطئیہ کہتا ہے:

''لوگو انصار کو میری یہ بات پہنچا دو کہ ان کا شاعر عرب کا بہترین شاعر ہے''

(الاستیعاب صفحہ ۴۰۴)

آنحضورؐ کے ہم زلف

آپ نبی کریمؐ کے ہم زلف تھے۔ ماریہ قبطیہؓ کی بہن سیرین آپ کے عقد میں آئیں جن کے بطن سے عبدالرحمان پیدا ہوئے جو آنحضورؐ کے بیٹے ابراہیم کے خالہ زاد تھے۔

حضرت حسانؓ اور واقعہ افک

ایک موقعہ ایسا بھی آیا کہ حضورؐ کے اس خادم شاعر سے ایک لغزش ہوئی اور یہ لغزش واقعہ افک کے موقع پر ہوئی۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ ام حکیم بن خالد بن العاص اور ام حکیم کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہی تھیں کہ ان دونوں عورتوں نے حضرت حسانؓ کا ذکر چھیڑا اور اسے برا بھلا کہنے لگیں۔ لیکن حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں امید رکھتی ہوں کہ خدا حسانؓ کو جنت میں جگہ دے گا اس لئے کہ اس نے نبی کریمؐ کا اپنی زبان کے ذریعہ دفاع کیا اور کیا حسانؓ نے یہ شعر نہیں کہا تھا؟

فان أبی و والدہ و عرضی
لعرض محمدٍ منکم وقاء

میرا باپ اور اس کا باپ اور میری عزت محمدؐ کی عزت کے سامنے ڈھال بن جائیں گے (اسد الغابہ جلد دوم صفحہ ۵)

دل کے نرم حسانؓ

آپ کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ کسی غزوے میں آنحضورؐ کے ساتھ شریک نہ ہوئے کیونکہ دل کے کمزور تھے۔ جنگ احزاب کے موقعہ پر جب مستورات کو ایک محفوظ جگہ پر مدینہ میں اکٹھا کر دیا گیا تھا تو حضورؐ کی پھوپھی نے دیکھا کہ ایک یہودی اس قلعے کے گرد چکر کاٹ رہا ہے۔

انہوں نے حضرت حسانؓ سے کہا کہ اسے مار دو تو حضرت حسانؓ نے جواب دیا کہ آپ کو معلوم ہے میں ایسا کام نہیں

کرسکتا۔ پھر حضرت صفیہؓ نے چوب سے اس یہودی کو مارڈالا اور حضرت حسانؓ کوفرمایا اس کی زرہ اتارلاؤ۔ حضرت حسان نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ (الاغانی جلد۴ صفحہ ۱۵)

لیکن اس میں کیا شک ہے کہ اگر انصار نے آنحضورؐ کی مدد جان و مال سے کی تو حضرت حسانؓ نے خدادادقوت یعنی شعر کے ذریعے یہ خدمت سرانجام دی۔

حضرت حسانؓ کے مرثیے

حضرت حسان کے مرثیے آپ کے دیوان میں موجود ہیں اور ان میں سے مشہور مرثیہ وہ ہے جو آنحضورؐ کے بارہ میں حضرت حسان نے کہا اور بالخصوص یہ اشعار۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِي فَعَمِي عَلَيْكَ النَّاظِرُ

مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

''اے میرے آقا! تو میری آنکھ کی پتلی تھا تو فوت ہوگیا تو میری آنکھیں جاتی رہیں اب تیرے بغیر جو چاہے مرے مجھے تو تیرا ہی غم تھا''۔

اس واقعہ کو ہوئے چودہ صدیاں گذرگئی ہیں۔ ہر عاشق رسول جب اس مرثیے کو پڑھتا ہے تو اس کی آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں۔ اور کس عشق و محبت میں ڈوب کر حسانؓ نے یہ راگ الاپا کہ اس رسول بطحاء کی محبت میں فنا ہونے والا مقدس وجودؑ جب اس شعر کو پڑھتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے۔

اس واقعہ کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

''ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے مکان کے ساتھ والی چھوٹی سی بیت میں جو بیت مبارک کہلاتی ہے اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جارہی تھی۔ اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سنا تو آپ آنحضرت ﷺ کے صحابی حضرت حسانؓ بن ثابت کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسانؓ نے آنحضورؐ کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے:۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِي فَعَمِي عَلَيْكَ النَّاظِرُ

مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

''یعنی اے خدا کے پیارے رسولؐ! تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہے اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی''

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس طرح روتے ہوئے دیکھا اور اس وقت آپ بیت میں بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کون سا صدمہ پہنچا ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا میں اس وقت حضرت حسان بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہورہی تھی کہ ''کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا!''

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ ۲۷، ۲۸)

میاں محمد صدیق بانی

گولڈ میڈل اور انعامی سکالرشپ 2001ء

مکرم محمد صدیق بانی (مرحوم) کی طرف سے ہر سال انٹرمیڈیٹ کے بورڈ کے امتحان میں پاکستان بھر میں اول پوزیشن حاصل کرنے والے احمدی طالب علم / طالبہ کو مندرجہ ذیل تفصیل کے ساتھ انعامات دیئے جائیں گے۔

۱۔ انٹرمیڈیٹ پری میڈیکل (احمدی طالبعلم / طالبہ جو پاکستان بھر میں سالانہ امتحان میں سب سے زیادہ نمبر لے گا)

۲۔ انٹرمیڈیٹ پری انجینئرنگ (احمدی طالبعلم / طالبہ جو پاکستان بھر میں سالانہ امتحان میں سب سے زیادہ نمبر لے گا)

۳۔ انٹرمیڈیٹ جنرل گروپ (پری میڈیکل اور پری انجینئرنگ کے علاوہ باقی تمام کمبینیشنز) (احمدی طالبعلم / طالبہ جو پاکستان بھر میں سالانہ امتحان میں سب سے زیادہ نمبر لے گا)

انٹرمیڈیٹ بورڈ کے فائنل امتحان میں ان تینوں شعبہ جات میں جو بھی احمدی طالبہ / طالب علم پاکستان بھر کے تمام احمدی طلبہ سے زیادہ نمبر حاصل کرے گا وہ ایک عدد گولڈ میڈل اور 25000 روپے سکالرشپ کا مستحق قرار پائے گا (خواہ اُس کی بورڈ میں کوئی پوزیشن ہو یا نہ ہو)۔ انٹرمیڈیٹ 2001ء امتحان دینے والے تمام احمدی طلباء وطالبات خواہ اُن کا تعلق پنجاب، سندھ، بلوچستان، سرحد یا آزاد کشمیر کے کسی بھی بورڈ سے ہو اگر وہ قواعد پر پورا اُترتے ہوں تو اس انعامی مقابلہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔

قواعد و ضوابط

- ☆ اس سکیم کا اطلاق انٹرمیڈیٹ بورڈ کے سالانہ امتحان 2001 سے ہوگا (اس سے پہلے کا کوئی کیس اس سکیم میں شامل نہ ہو سکے گا)
- ☆ اس سکیم کا اطلاق صرف اور صرف First Annual Examination پر ہوگا۔
- ☆ Division Improve یا By Parts کرنے والے طلبہ اس مقابلہ میں شامل ہونے کے اہل نہ ہونگے۔
- ☆ سالانہ امتحان 2001ء میں 800 یا 800 سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلباء وطالبات درخواست دینے کے اہل ہونگے۔
- ☆ طلباء وطالبات کے لئے الگ الگ معیار نہیں بلکہ اپنے شعبہ میں جو بھی سب سے زیادہ نمبر حاصل کرے گا وہ انعام کا مستحق قرار پائے گا۔

درخواست دینے کی آخری تاریخ و طریقہ کار

- ☆ سادہ کاغذ پر بنام ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ درخواست بھجوانا ہوگی۔
- ☆ درخواست کے ساتھ انٹرمیڈیٹ کی سند یا Marks Sheet کی فوٹو کاپی لگانا لازمی ہوگی۔
- ☆ اس طرح درخواست اور سند یا Marks Sheet کی فوٹو کاپی پر بھی مکرم امیر صاحب جماعت / امیر صاحب ضلع کی تصدیق لازمی ہے۔ تصدیق کے بغیر کوئی درخواست زیرِ غور نہ لائی جائے گی۔
- ☆ انعام کے مستحق قرار پانے والے طلبہ کو ان کی درخواست پر مندرج ایڈریس پر اطلاع کر دی جائے گی۔
- ☆ درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ 30-11-2001 تک بڑھا دی گئی ہے۔ اس کے بعد آنے والی کوئی درخواست زیرِ غور نہ لائی جائے گی۔

(نظارت تعلیم)

جستہ جستہ

غیب دان پیر

شملہ میں ایک سال ایک غیب دان پیر صاحب تشریف لائے اور چند دنوں میں ہی انہیں نے غیر معمولی شہرت حاصل کرلی۔ اُن کا طریقہ یہ تھا کہ جو کوئی شخص اُن سے اپنے دل کی بات پوچھنے یا کسی خواہش کا جواب لینے کو آتا تھا تو اُس کے ہاتھ میں ایک مجلد دیوان حافظ جس کی جلد پر کاغذ چڑھا ہوا تھا دیدیا کرتے تھے۔ ساتھ ہی ایک پنسل اور سادہ کاغذ کا ٹکڑا بھی۔ وہ شخص سامنے بیٹھ کر مگران کی نظر سے اوجھل اپنا مطلب اس کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ دیا کرتا تھا۔ اس کے بعد اسے حکم ہوتا کہ ''تم اس کاغذ کو خود ہی لیجا کر اور پھاڑ کر باہر پھینک دو''۔ جب وہ پھینک آتا تو غیب دان صاحب اندر کے کمرہ میں اسی دیوان حافظ سے فال لینے جاتے تھے۔ پھر باہر نکل کر کہتے کہ ''شاید آپ مقدمہ کے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہیں'' یا ''آپ غالباً اولاد کے خواہشمند ہیں'' یا ''آپ کا دل کسی کے عشق میں مبتلا ہے''۔ پھر آہستہ آہستہ پوری بات جو لکھی گئی تھی۔ تھوڑی تھوڑی تفصیل کے ساتھ بتاتے جاتے تھے۔ آخر کار جو کچھ اس سائل نے کاغذ پر لکھا ہوتا تھا وہ حرف بحرف اسے سنا دیتے تھے۔ پبلک کے لوگ بہت حیران تھے کہ کس طرح یہ شخص بغیر دیکھے ہمیشہ صحیح جواب دیتا ہے۔ آخر کچھ دنوں کے بعد پیر جی کا بھانڈا پھوٹ گیا اور ساری چالاکی ظاہر ہوگئی۔

تفصیل اس عمل کی یوں ہے کہ پیر جی نے دیوان حافظ کی جلد اور اُس کے اوپر چڑھے ہوئے کاغذ کے درمیان ایک قطعہ کاربن پیپر کا اور اُس کے نیچے ایک سفید کاغذ رکھا ہوتا تھا اور پنسل جو لکھنے کو دیتے تھے وہ نہایت سخت قسم کی ہوتی تھی۔ اس لئے مجبوراً لکھنے والے کو خوب زور سے دبا کر اپنی عبارت لکھنی پڑتی تھی۔ پھر اوپر کا کاغذ تو سائل خود پھاڑ دیتا مگر اندر کے کاغذ پر کاربن پیپر کی وجہ سے وہ سب عبارت نقش ہو جایا کرتی تھی۔ اس کے بعد پیر جی اندر جا کر اس کاغذ کو پڑھ لیتے تھے اور آہستہ آہستہ بڑی حکمت کے ساتھ سارا مضمون بیان کر دیا کرتے تھے۔ غالباً پانچ آنے وہ اس عمل کی نذر لیا کرتے تھے۔ اور دن بھر میں اس طرح سے کئی کئی روپے کما لیتے تھے۔ سرکاری دفاتر کے بابوؤں کا تو ہر وقت وہاں جمگھٹا لگا رہتا تھا۔

(آپ بیتی از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳)

دس درخواستیں

حضرت حکیم صاحب (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول) کا قاعدہ تھا کہ جو لوگ آپ کے پاس سفارش کے لئے آیا کرتے تھے آپ بالعموم ان کی سفارش کرتے تھے اور ان کو ٹالتے نہیں تھے لیکن آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ ہر کی شخص اتنی ہی سفارش فرماتے تھی جتنی کا وہ شخص درحقیقت مستحق ہوتا تھا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ اس قسم کی دس درخواستیں آپ کے پاس سفارش کے لئے مختلف لوگوں کی جمع ہوگئیں۔ ان دنوں مہاراجہ کے بھائی راجہ امر سنگھ تمام ریاست کے سیاہ و سفید کے مالک اور وزیراعظم تھے اور حضرت حکیم صاحب کا بے حد ادب اور لحاظ کرتے تھے۔ حضرت حکیم صاحب ان کے پاس دسوں درخواستیں سفارش کے لئے لے کر گئے۔ جب پہلی درخواست پیش کی اور اس کی سفارش چاہی تو راجہ کہنے لگا کہ اس آدمی کے لئے تو ریاست میں کوئی گنجائش نہیں نکل سکتی۔ حضرت حکیم

صاحب نے فوراً وہ درخواست الگ رکھ دی اور دوسری درخواست پیش کردی۔ راجہ نے کہا یہ شخص اس کام کے لئے موزوں نہیں ہے۔ حضرت حکیم صاحب نے بغیر کسی رنجیدگی کے تیسری درخواست راجہ کے سامنے رکھ دی۔ راجہ نے کہا کہ اس جگہ تو ہم ایک آدمی کا تقرر کر چکے ہیں۔ حکیم صاحب نے چوتھی درخواست پیش کردی۔ راجہ نے اس پر عذر کردیا۔ اور حکیم صاحب نے بڑی متانت اور نہایت تحمل کے ساتھ پانچویں درخواست پیش کردی۔ غرض اسی طرح حکیم صاحب درخواستیں پیش کرتے رہے اور راجہ مسترد کرتا رہا۔ جب اس نے آٹھویں درخواست بھی مسترد کردی اور حکیم صاحب نے نویں درخواست نکالی تو راجہ نے کہا ''حکیم صاحب آپ آٹھ درخواستیں پیش کر چکے ہیں اور میں ان کو مسترد کر چکا ہوں۔ اگر یہ نویں درخواست بھی نامنظور کردوں تو آپ کیا کریں گے؟۔ حضرت حکیم صاحب نے بڑی ہی متانت سے جواب دیا کہ ''پھر میں دسویں درخواست پیش کردوں گا''۔ راجہ اس بے ساختہ جواب پر ہنس پڑا۔ اور کہنے لگا کہ اچھا حکیم صاحب اس کی وجہ بتایئے کہ باوجود اس قدر نازک مزاج اور خوددار ہونے کے پے درپے میری درخواستوں کے نامنظور کرنے پر آپ کو غصہ کیوں نہیں آیا۔ حکیم صاحب نے نہایت حکیمانہ انداز میں فرمایا ''اس لئے کہ میں نے خیال کیا کہ اگر پہلے شخص کا کام نہیں بن سکا تو شاید دوسرے کا بن جائے اگر دوسرے کا نہیں بن سکا تو شاید تیسرے کا بن جائے۔ اور اسی طرح آخر تک خیال کرتا گیا کہ شاید دسویں آدمی کا کام بن جائے۔ میں نے سوچا کہ میری خودداری اور وقار کو صدمہ پہنچنے سے اگر کسی حاجتمند کا کام بنتا ہے تو یہ سودا مہنگا نہیں یہی وجہ تھی کہ میں خاموش رہا''۔

حضرت حکیم صاحب کی اس تقریر سے راجہ نہایت متاثر ہوا اور اس نے دسوں کی دسوں درخواستیں منظور کرلیں۔

(لطائف صادق از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ ۹ تا ۱۰)

قسط آخر

پہلی خلاباز خاتون

(محترمہ بشریٰ قرۃ العین صاحبہ۔ میرپور آزاد کشمیر)

...... وہ بہت پرسکون دکھائی دیتی تھی۔ ایک اخباری رپورٹر کہنے لگا "آپ تو خلاباز معلوم ہوتی ہیں" اور اُسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ "میں جب خلا میں جاؤں گی تو دوسرا لباس پہن کر جاؤں گی نہ کہ گھریلو لباس (فراک) میں" اُس نے سنجیدگی سے اُسے جواب دیا۔ بائی کوف سکائی نے اُسے خیر باد کہا اور واسٹک ۵ میں سوار ہوگیا۔ ویلینٹینا نے کنٹرول روم میں ٹیلی ویژن کے پردے پر اُسے چلتے دیکھا۔ روشنی کی چمک، دھوئیں اور راکٹ کے پھٹنے کی آواز نے اسے ڈرا دیا اور چند لمحوں کے لئے اسے خلائی بھائی کے متعلق خوف آنے لگا۔ پھر اُس نے ریڈیو پر اس کی آواز سنی جب اس نے کہا میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں تب اُسے چین آیا اور اس نے مسکرانا شروع کر دیا۔ جہاز کے چلنے کے مقام کے کمانڈر نے اس سے کہا "اب آپ کی باری ہے"۔ دو دن بعد جبکہ بائی کوف سکائی ابھی زمین کے مدار میں بغیر کسی تکلیف کے گھوم رہا تھا ویلینٹینا نے اپنے ۳ خلائی سوٹوں کو زیب تن کیا ان میں ایک اچھی طرح گیس یا ہوا سے بھرا ہوا تھا مبادا کہیں سمندر میں اترنا پڑ جائے۔ وہ یہ پہن کر اس مقام پر آئی جہاں سے اُسے روانہ ہونا تھا۔ واسٹک ۶ سیاہ اور چاندی کی طرح چمکنے والا جہاز اس جگہ پر بڑا اونچا دکھائی دے رہا تھا اور اس کی قبضہ دار چوٹی سیدھی خلا کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ جو ساتھی اس جگہ کام کرتے تھے وہ اس کے پاس پھول لے کر آئے۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں اس وقت تو بالکل بھی نہیں جب کہ وہ ۳ بھاری بھرکم خلائی سوٹوں میں ملبوس ہو اور ڈھیلی ڈھالی تاریں اس کے پیچھے گھسٹتی جا رہی ہوں جو اس کی جلد کے نیچے مضبوطی سے لگائی گئیں ہوں۔ یہ ایک معمولی اور سادہ سی ادا تھی لیکن یہ ایک خاتون کے لئے بڑی توقیر اور عزت کا باعث تھا کہ دنیا کے بہادر ترین مردوں کے مقابلہ میں وہ اپنے آپ کو بہادر ثابت کر رہی تھی۔ اُس نے ریڈیو پر اپنے خلائی بھائی کے ساتھ بات چیت کی۔ "باز۔ باز تم میری آواز پہچانتے ہو۔ تمہیں بہت بہت مبارک ہو"۔ اُس نے سادگی میں جواب دیا "میں خلا میں ادھر تمہارا انتظار کر رہا ہوں"۔ جونہی وہ لفٹ میں سوار ہوئی جو اس کو زمین سے ایک سو فٹ اونچے خلائی جہاز کے دہانہ تک لے جانے والی تھی اس نے زمین کو الوداع کہا، اپنے کیبن میں گئی اور پائلٹ کی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ وہ ڈھیلی تاریں جو اس کے خلائی سوٹ کے ساتھ لٹک رہی تھیں پردوں کے ساتھ باندھ دی گئیں اسے نیچے ڈاکٹرز کو بتانا تھا کہ کس طرح پرواز کے وقت اُس کے جسم نے ردِّ عمل کیا۔ پھر فرشی دروازہ کو کُنڈی (چٹخنی) لگا دی گئی۔ وہ بالکل تنہا تھی جیسا کہ وہ خلابازوں کے سکول میں خاموش کمرے میں ہوا کرتی تھی لیکن اب تو اُسے سامنا کرنا تھا۔ اس نے اپنے سامنے تختے پر مختلف آلات کو چیک کیا۔ اس نے ان کو خوب اچھی طرح چیک کیا۔ اس کام میں اس کو گھنٹے سے زائد وقت لگا۔

"آلات چیک ہوگئے ہیں" اس نے ریڈیو پر کہا۔ اس نے کمرے میں دباؤ اور نمی کے متعلق بھی رپورٹ دی۔ "جانے کے

لئے تیار ہو جاؤ"۔ کنٹرول روم میں ڈاکٹرز نے رپورٹ کی۔ "اس کی نبض بالکل باقاعدہ اور سانس نارمل ہے"۔ پھر سگنل دے دیا گیا۔ کنٹرول روم میں انتظار ناقابل برداشت تھا۔ ویلینٹینا اپنے کمرے میں سکون سے انتظار کر رہی تھی اور سیکنڈ ٹِک ٹِک کر کے گزر رہے تھے۔ پھر اچانک اس نے ایک جھٹکا محسوس کیا۔ اس وقت ساڑھے بارہ بج رہے تھے دوپہر کا وقت تھا اور تاریخ ۱۶ جون ۱۹۶۳ء تھی۔ اب وہ خلائی سفر پر روانہ ہو رہی تھی۔ اُس نے سوچا یہ وقت بڑا آہستہ آہستہ اور پرسکون تھا اور اتنا زیادہ خوفناک معلوم نہیں ہوتا تھا جتنا کہ دو دن پہلے اس کے خلائی بھائی کے سفر پر روانہ ہونے کے وقت ہوا تھا۔ اُسے یقین نہیں آتا تھا کہ یہ معیاری پرواز تھی لیکن بہت جلد اسے معلوم ہو گیا کہ واقعی یہ درست تھا کیونکہ اُس نے دیکھا کہ جہاز اب رفتار پکڑ رہا ہے۔ بظاہر اُسے دباؤ کی وجہ معلوم نہ ہوئی لیکن نادیدہ دباؤ اُسے اپنی سیٹ پر واپس لے آیا۔ اس کے اپنے اعضاء بھاری ہونے لگے۔ اُس نے آنکھوں اور سر میں ایسا درد محسوس کیا جیسا پہلے کیا تھا۔ یہ تربیتی سکول کے "پہیہ" جیسا تھا۔ لیکن اسے یہ محسوس کر کے سکون ہوا کہ یہ اتنا سخت نہیں ہے۔

"صفر گھنٹہ ساٹھ سیکنڈ" انہوں نے بتایا۔

(Zero plus sixty second)

"میں بالکل ٹھیک ٹھاک محسوس کر رہی ہوں"۔ اس نے خلائی کوڈ "سی گل" کی طرف سے جواب دیا۔ دباؤ اب اور تیز ہو رہا تھا لیکن یہ قابل برداشت تھا۔ اسے آرام محسوس ہوا۔ اب اُسے معلوم ہوا کہ راکٹ کی پہلی اسٹیج ختم ہو رہی ہے۔ آلات کے تختے پر ایک سرخ روشنی چمکی۔ پھر وہ سبز ہو گئی اور اُسے دوبارہ جھٹکا محسوس ہوا جونہی اوپر سے جانے والا راکٹ چھوڑا گیا دباؤ پھر بڑھ گیا لیکن اب بھی وہ یہ رپورٹ دے رہی تھی کہ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔ راکٹ کی دوسری سٹیج بھی ختم ہو گئی۔ واسٹک ۶ اپنی سب سے زیادہ رفتار حاصل کر چکا تھا یعنی ۱۸ ہزار میل فی گھنٹہ یا ۵۰ میل فی سیکنڈ۔ اب اُس نے راستہ بدل لیا تھا اور مدار میں کود کر داخل ہو گیا۔ اس وقت تمام دباؤ ختم ہو گیا۔ ویلینٹینا اپنی سیٹ میں آرام سے اِدھر اُدھر حرکت کر سکتی تھی۔ "سی گل کیسا رہا" اس نے ریڈیو پر کہا "میں زمین کو دیکھ رہی ہوں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ واسٹک ٹھیک کام کر رہا ہے"۔ پھر اُس نے "باز" سے بات کی اور "باز" نے اس سے بات کی۔ کرنل بائی کوف سکائی اسے خلا میں خوش آمدید کہہ رہا تھا انہوں نے زمین پر ایک مشترکہ پیغام بھیجا۔ "ہم تمام دنیا کی تمام قوموں کے لئے امن و مسرت کی دعا کرتے ہیں"۔ ویلینٹینا نے اپنی لاگ بک اٹھائی اور اسے اپنی گود میں رکھ لیا جب اُس نے اسے چھوڑا تو وہ تیرنے لگی اور اس کے گرد چکر لگانے لگی۔ اُس نے اُسے دبوچنا چاہا اور پکڑ کر اسے واپس لے آئی تو اس کا وزن کچھ بھی نہیں تھا۔ اس کا اپنا وزن بھی اس وقت کچھ نہیں تھا۔ ہلکا پن محسوس کرنے کی یہ حالت بھی بڑی عجیب تھی۔ اس نے سوچا "ہم زمین پر اپنے آپ کو کتنا بھاری محسوس کرتے ہیں"۔ پھر اُس نے لنچ کرنے کا فیصلہ کیا اور ٹوتھ پیسٹ سے خوراک نکال کر منہ میں ڈالی اور کچھ پانی پیا۔ اس کے ہونٹوں سے کچھ قطرے گر کر تیرنے لگے اور ہوا میں اس طرح معلق ہو گئے جیسے صابن کے پانی کے بلبلے ہوتے ہیں اس نے اپنے راستے کو چیک کیا۔ اپنے آلات کو پڑھا اور نیچے سائنسدانوں کو رپورٹ دی کہ اس نے کیا دیکھا اور کیا محسوس کیا۔ زمین ۱۳۵ میل دور تھی اس کے نیچے آسمان صاف تھا اور وہ میدان، کھیت، گہرے سبز جنگل پہاڑ اور جھیلیں

اور دریا دیکھ رہی تھی۔ بہت جلد وہ زمین کے سایہ میں داخل ہو گی اور نیچے رنگوں کے حسن پر حیران ہونے لگی۔ پہلے اس نے ہلکے نیلے رنگ کی پٹی دیکھی پھر نیلے سنگترے رنگ کا افق دیکھا جس کے سامنے بالکل سیاہ پس منظر تھا۔ یہ آہستہ آہستہ بالکل ہلکا سبز ہو گیا اور پھر ہلکا پیلا اور پھر نیلا ہو گیا۔ اس نے نیچے زمین کی اُس طرف دیکھا جہاں رات تھی۔ بڑے بڑے شہروں کی روشنیاں اس کو تاروں کی طرح نظر آنے لگیں۔ پہلے مدار کا چکر قریباً ڈیڑھ گھنٹے میں ختم ہو گیا۔ زمین کے اس حصے کے نیچے جہاں دن تھا اس نے بادلوں پر نگاہ ڈالی وہ سیاہی مائل روئی اور اون کی طرح لگ رہے تھے۔ کبھی کبھی سورج نکل کر آ جاتا اور پھر اُسے زمین نظر آنے لگتی اور کبھی سمندر دکھائی دیتا۔ یہ چیز طے شدہ پروگرام کے مطابق کام کر رہی تھی۔ اس نے ریڈیو کے ذریعے زمین اور اپنے خلائی بھائی کے ساتھ رابطہ قائم رکھا جو کہ صرف ۳ میل پرے تھا اور نسبتاً زمین کے قریب مدار میں گھوم رہا تھا۔ سنجیدہ سائنسی رپورٹیں دینے کے علاوہ وہ آپس میں مذاق بھی کرتے۔ اُس رات لاکھوں انسانوں نے روس اور دوسرے ملکوں میں ان کو ٹیلی ویژن کے پردے پر دیکھا۔ کرنل بائی کوف سکائی پہلے نظر آیا اور اس نے انگوٹھے کے ساتھ اشارہ کیا۔ پھر ویلینٹینا نظر آئی۔ لیکن پھر سی گل کی طرف سے خاموشی طاری ہو گئی اور نیچے کنٹرول روم والوں کو پریشانی لاحق ہوئی۔ ”سی گل جواب دو۔ جواب دو سی گل“ لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ ”باز بول رہا ہے“ بائی کوف سکائی نے فوراً جواب دیا۔

”باز۔ فوراً سی گل کو کال کرو“۔ اسے حکم دیا گیا۔ اس کے سگنل نسبتاً قریب تھے اور اس لئے اِس نے اپنی خلائی بہن کو جگایا۔ ”میں معذرت خواہ ہوں مجھے ذرا دیر کے لئے نیند آ گئی تھی مجھے ایسا کرنا نہیں چاہئے تھا“۔

خلائی جہاز کے سب سے اعلیٰ ڈیزائینر نے اس کے ساتھ کنٹرول روم سے بات کی۔ اس نے کہا ”آپ کی کیبن سخت گرم ہے اس کا درجہ حرارت 68°c ہے اگر آپ اسے 60°c پر لے آئیں تو آپ بہتر محسوس کرینگی“

ویلینٹینا نے درجہ حرارت کو کم کیا اور جلد ہی اپنے آپ کو تازہ دم محسوس کرنے لگی۔

”کیا ضروری ہے کہ میں ۲۴ گھنٹوں کے بعد نیچے آ جاؤں“ اس نے پوچھا کیونکہ اس کی پرواز کے لئے یہ مقرر شدہ وقت تھا۔ ”آپ کیسا محسوس کر رہی ہیں؟“ ”بہت اچھا! میں کچھ دیر تک خلا میں رہنا چاہتی ہوں“ ”بہت اچھا! آپ ٹھہر سکتی ہیں“۔ وہ ایک دن اور ایک رات مزید ٹھہری بلکہ تیسری بھی“۔ آپ کی پہلی پرواز کے لئے ۷۲ گھنٹے کافی ہیں“ انہوں نے بتایا ”ہم آپ کو نیچے اتار رہے ہیں“۔ وہ زمین کی فضا میں دوبارہ داخل ہونے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنے لگی۔ آلات کے پینل پر سرخ بتی چمکی۔ ”دس منٹ کے بعد میں نیچے جانا شروع ہو جاؤنگی“۔ اس نے دوبارہ ہر چیز چیک کی۔ انہوں نے اس سے پوچھا ”آپ کیا کھانا پسند کریں گی“؟ آلو اور پیاز' بھوری روٹی اور نمک“ اس نے جواب دیا۔ اگرچہ ٹوتھ پیسٹ میں پڑی ہوئی خوراک زیادہ قوت بخش رہی تھی لیکن وہ پیٹ بھر کر کھانا چاہتی تھی۔ خلائی جہاز نے اور راکٹ چھوڑے لیکن اس دفعہ آگے کی طرف وہ بریک والے راکٹ تھے اور اس طرح بنائے گئے تھے کہ واسٹک کی رفتار کو کم کر سکیں۔ اگر یہ مدار میں چلنے والی رفتار کے ساتھ زمین کی فضا میں دوبارہ داخل ہو جاتا تو یہ چند لمحوں میں بالکل جل کر راکھ ہو جاتا۔ خلائی جہاز آہستہ آہستہ تیز ہوتا

گیا۔اب اس کی رفتار آدھی رہ گئی اور پھر ایک چوتھائی۔اب صرف ۵۰۰ میل فی گھنٹہ ہوگئی۔واسٹک ۶ نے راستہ بدل لیا اور نیچے کی طرف جانا شروع کر دیا۔یکا یک اس کے بیرونی خول کو آگ لگ گئی اور ویلینٹینا نے چمکتے ہوئے سرخ شعلے دیکھے جو روشندان کے آگے سے گزر رہے تھے۔اس کے خلائی جہاز کو آگ لگ گئی تھی۔ اُسے ذرہ بھر بھی گھبراہٹ نہ ہوئی۔کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بیرونی خول جلنے کے لئے بنایا گیا ہے۔جو شاندار سسٹم ٹھنڈا کرنے کے لئے تھا اس کی مدد سے اندرونی کیبن کا ٹمپریچر نارمل تھا۔اب زائد سامان اس سے ٹکرایا۔واقعی اس دفعہ اس کی ناک پر خراش آ گئی خلائی جہاز نے بھی گھومنا شروع کر دیا اور اُسے ہلانا شروع کر دیا اُسے اب گھومنے والی میز یاد آ رہی تھی۔"سی گل! زمین پر اترنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔کنٹرول روم نے اسے بتایا۔ "نشانہ سے اوپر روکنے والی بریکیں لگی ہوئی ہیں"۔خلائی جہاز کو جھٹکا لگا اور اُس کے اوپر پیراشوٹوں کا ایک جھنڈ کھل گیا۔زائد سامان کا دباؤ ختم ہونا شروع ہوگیا۔واسٹک تیر کر نیچے آ گیا اور پھر ٹھہر گیا۔

اس نے ۱۲ لاکھ ۵۰ ہزار میل تقریباً ۷۲ گھنٹوں (۳ دن) میں طے کیا تھا اور زمین کے گرد مدار میں ۴۹ چکر لگائے تھے۔ اڑھائی گھنٹے کے بعد اس کے خلائی بھائی کو نیچے اتار لیا گیا۔ وہ تقریباً خلا میں ۵ دن رہا۔۳ دن اور ۳ راتوں کے بعد وہ نہا دھو کر تازہ دم ہونا چاہتی تھی کیونکہ وہ اپنی سیٹ سے ہلی تک نہیں تھی لیکن سب سے پہلے ڈاکٹرز نے اس کا طبعی معائنہ کرنا تھا پھر اُسے غسل کی اجازت مل سکتی تھی۔آلو پیاز اور براؤن بریڈ نمک وغیرہ کھا سکتی تھی۔۳ دن بعد دونوں نئے خلا بازوں کے لئے ماسکو کے لوگوں نے والہانہ انداز میں تالیاں بجائیں اور دونوں کو خصوصاً پہلی خلا باز خاتون کو سراہا گیا۔ ویلینٹینا اور بائی کوف سکائی دوسرے ۴ روسی خلا بازوں کی صف میں شامل ہوگئے اور انہیں بھی سوویت یونین کے خلا بازوں کے ہیرو کا اعزاز مل گیا۔ویلینٹینا کی یاد میں ایک کانسی کا مجسمہ ماسکو میں نصب کر دیا گیا۔لینن گراڈ میں ایک نیا عطر جس کا نام "سی گل" تھا فروخت کے لئے رکھ دیا گیا۔ ویلینٹینا اور اینڈرائن نکولیف نے ۳ نومبر ۱۹۶۳ء کو شادی کر لی۔ان کی شادی کے گواہ اس کا خلائی بھائی ویلری بائی کوف سکائی اور مسز ویلینٹینا گیگرین تھے۔یہ تو تھی اُس بہادر اور جواں ہمت خاتون کی محنت' اس کے پختہ عزم اور زبردست قوت ارادی اور اپنی منزل پانے کی داستان۔اس نے زبردست ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی منزل کو پالیا اور ثابت کر دکھایا کہ

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

آپ سب بھی دنیا کے ہر شعبے میں اتنی محنت کریں کہ اپنا' اپنے والدین اور اپنی جماعت کا نام روشن کریں۔اللہ کرے یہ نیا سال اور نئی صدی صرف ہماری ہو۔آمین

(Translation from Book-1 of F.A / F.sc)

☆☆☆

اردو ادب

شیخ ابراہیم ذوق

(مکرم شکیل احمد ناصر صاحب)

پیدائش و خاندانی حالات

شیخ ابراہیم ذوق ۱۱ ذوالحجہ ۱۲۰۴ھ میں شیخ محمد رمضان کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ایک غریب سپاہی تھے۔ وہ دلی میں کابلی دروازہ کے پاس رہتے تھے۔

ابتدائی تعلیم اور شعر و شاعری کا آغاز

جب پڑھنے کے قابل ہوئے تو حافظ غلام رسول صاحب سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ وہ خود بھی شاعر تھے۔ محلّہ کے نوجوان ان سے اصلاح بھی لیا کرتے تھے اور ان کے ہاں ہر وقت شاعری کا ہی چرچا رہتا تھا۔ شیخ مرحوم فرماتے تھے کہ ''وہاں سنتے سنتے مجھے بہت سے شعر زبانی یاد ہو گئے اور ہمیشہ شعر پڑھتا پھرتا تھا۔ دل میں شوق تھا اور خدا سے دعائیں مانگتا تھا کہ الٰہی مجھے شعر کہنا آ جائے۔ ایک دن خود بخود میری زبان سے دو شعر نکلے۔ اور یہ فقط حسن اتفاق تھا کہ ایک حمد میں، ایک نعت میں''۔ پھر بعد میں میاں عبدالرزاق صاحب کے درس میں بھی شامل ہوئے۔

مشاعروں میں آمد

ذوق نے ابتدائی عمر ہی سے مشاعروں میں اپنا کلام پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ اس زمانے کے شعراء کرام شفقت سے تعریفیں کر کے دل بڑھاتے بلکہ اگر مشاعرہ میں ذوق کے غزل پڑھنے کے بعد آتے تو دوبارہ پڑھوا کر سنتے۔ غزلیں ارباب نشاط کی زبانوں سے نکل کر کوچہ و بازار میں رنگ اڑانے لگتیں۔

شاہی دربار سے وابستگی

اس زمانے میں اکبر ثانی بادشاہ تھے انہیں تو شعر سے کچھ رغبت نہ تھی مگر ان کے ولی عہد بہادر شاہ ظفر شعر کے عاشق وشیدا تھے۔ ان کے دربار میں کہنہ مشق شاعر جمع ہوتے تھے اور اپنا اپنا کلام سناتے تھے۔ چنانچہ یہ بھی میر کاظم حسین کی وساطت سے قلعہ میں پہنچے اور اکثر ولی عہد کے دربار میں جانے لگے۔ بعد میں بہادر شاہ ظفر نے ان سے اصلاح لینی شروع کی اور یوں یہ ان کے استاد بن گئے۔ اور ان کی باقاعدہ تنخواہ مقرر ہو گئی۔

دربارِ شاہی سے خاقانیٔ ہند کا خطاب ملنا

استاد ذوق نے اکبر ثانی کے دربار میں ایک قصیدہ کہہ سنایا جس کے مختلف شعروں میں انواع و اقسام کے صنائع وبدائع استعمال کئے گئے تھے۔ اس پر بادشاہ نے انہیں خاقانیٔ ہند کا خطاب عطا کیا۔

موسیقی و نجوم و رمل

وہ کہتے تھے کہ اگرچہ شعر کا مجھے بچپن سے عشق ہے۔ مگر ابتداء میں دنیا کی شہرت و تفریح طبع نے مجھے مختلف کمالوں کے رستے دکھائے چند روز موسیقی کا شوق ہوا اور کچھ حاصل بھی کیا پھر نجوم و رمل کا بھی شوق ہوا۔ پھر کچھ عرصہ علم طب بھی حاصل کیا لیکن آخر کار جو طبیعت خدا نے دی تھی وہی خوبیٔ قسمت کا باعث بنی۔

ذوق کی شاعری

ذوق کی شاعری کے بارے میں شمس العلماء مولانا آزاد کی رائے کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

''کلام کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مضامین کے ستارے آسمان سے اتارے ہیں۔ انہیں قادر الکلامی کے دربار سے ملک سخن پر حکومت ملی ہے۔ ان کے مضمون کی باریکی کو ان کے الفاظ کی لطافت جلوہ دیتی ہے۔ ان کے لفظوں کی ترکیب میں خداداد چستی ہے۔ جو کلام میں زور پیدا کرتی ہے۔ ان کے دیوان کو جب بنظر غور دیکھا جاتا ہے تو اس سے رنگا رنگ کے زمزمے اور بوقلموں آوازیں آتی ہیں۔ ہر رنگ کے انداز موجود ہیں''۔ (آب حیات ۴۷۴۔۴۷۵)

اگرچہ ان کے شعری مرتبے پر بہت سارے ناقدین تنقید بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے ہاں عالمی مضامین نہیں ہیں۔ اگرچہ ہمیں ان کے کلام میں غالب جیسے لطیف مضامین تو نہیں ملتے لیکن پھر بھی ان کا کلام بڑی قدر و قیمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اردو کے ایک مسلمہ استاد شاعر کے طور پر جانے جاتے ہیں۔

ترتیب دیوان

انہوں نے ہر صنف شاعری میں طبع آزمائی کی، غزلیں بھی کہیں، مرثیے بھی لکھے، ہجو بھی کی۔ لیکن ۱۸۵۷ء کے غدر میں ان کا سارا کلام تلف ہو گیا۔ بعد میں حافظ غلام رسول ویران نے جو ان کے شاگرد تھے کچھ اپنی یادداشت سے کچھ احباب کی مدد سے ایک مختصر دیوان مرتب کیا۔ جس میں اکثر غزلیں نا تمام تھیں۔ بہت دنوں بعد مولوی محمد حسین آزاد نے کوشش کی اور ایک دوسرا مجموعہ مرتب کیا جس سے کچھ نا تمام غزلیں پوری ہو گئیں۔ کچھ قصیدوں اور غزلوں کا اضافہ ہو گیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ایسے فنا فی الشعر آدمی کی یہ ساری کمائی نہیں ہو سکتی۔ اگر کلام ضائع نہ جاتا تو تین چار ضخیم جلدیں بھی اس کی متحمل نہ ہو سکتیں۔ انہوں نے ۱۸۵۵ء بمطابق ۲۴ صفر ۱۲۷۱ھ وفات پائی۔

نمونہ کلام

مزے جو موت کے عاشق بیان کبھو کرتے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
اگر یہ جانتے چن چن کے ہم کو توڑیں گے
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے
سراغ عمر گذشتہ کا لیجئے گر ذوق
تمام عمر گزر جائے جستجو کرتے

ترے کوچہ کو بیمار غم دار الشفا سمجھے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
شہیدان محبت خوب آئین وفا سمجھے
بہا خوں کوئے قاتل میں اسی کو خون بہا سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے ۔ جفا کو ہم وفا سمجھے
اور اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اُس بت سے خدا سمجھے
سمجھ ہی میں نہیں آتی ہے کوئی بات ذوق اُس کی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

موت ہی سے کچھ علاجِ دردِ فرقت ہو تو ہو
غسل میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو
ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل
عشق غارت گر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو

آگ میں جل مرتا ہے پروانہ سا کرم ضعیف
آدمی سے کیا نہ ہو۔ لیکن محبت ہو تو ہو
اب زباں پر بھی نہیں آتا کہیں الفت کا نام
اگلے مکتوبوں میں کچھ اس سے کتابت ہو تو ہو

☆☆☆

وہ دیکھیں بزم میں پہلے کدھر کو دیکھتے ہیں
محبت آج ترے ہم اثر کو دیکھتے ہیں
وہ دن تو عید کا ہوتا ہے دن ہمارے لئے
تمہارا اٹھ کے جو منہ ہم سحر کو دیکھتے ہیں
بہار کو ہیں دکھاتے ستارہ سحری
تمہارے کان میں جب ہم گہر کو دیکھتے ہیں
الٰہی آگ یہ سینہ میں ہے کہ آفت ہے
عرق کی جا پہ نکلتے شرر کو دیکھتے ہیں

☆☆☆

ساقی لڑائیوں سے تری چاہتا ہے جی
باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑدوں
احسان نا خدا کے اٹھائے مری بلا
کشتی خدا پہ چھوڑ دوں لنگر کو توڑ دوں
بیٹھے بھرے ہوئے ہیں خم مے کی طرح ہم
پر کیا کریں کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی
اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی
زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں؟
کیا ڈیڑھ چلو پانی سے ایمان بہہ گیا
دریائے عشق میں دم تحریر حالِ دل
کشتی کی طرح میرا قلمدان بہہ گیا

یہ روئے پھوٹ پھوٹ کے پاؤں کے آبلے
نالہ سا ایک سوئے بیابان بہہ گیا

☆☆☆

مذکور تیری بزم میں کس کا نہیں آتا
پر ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا
دیتا دلِ مضطر کو تری کچھ تو نشانی
پر خط بھی ترے ہاتھ کا لکھا نہیں آتا
آیا ہے دم آنکھوں میں دمِ حسرتِ دیدار
پر لب پہ کبھی حرف تمنا نہیں آتا
ہم رونے پہ آجائیں تو دریا ہی بہادیں
شبنم کی طرح سے ہمیں رونا نہیں آتا
جو کوچۂ قاتل میں گیا پھر وہ نہ آیا
کیا جانے مزا کیا ہے کہ جیتا نہیں آتا

☆☆☆

صبا ہے آئی خس و خار گلستاں کے لئے
قفس میں لوٹ رہا ہے دل آشیاں کے لئے
سدا تپش پہ تپش ہے دل تپاں کے لئے
ہمیشہ غم پہ ہے غم جانِ ناتواں کے لئے
جو پاس مہر و محبت کہیں یہاں بکتا
تو ہم بھی لیتے کس اپنے مہرباں کے لئے
مرے مزار پہ کس وجہ سے نہ برسے نور
کہ جان دی ترے روئے عرق فشاں کے لئے
وہ مول لیتے ہیں جس دم کوئی نئی تلوار
لگاتے پہلے مجھی پر ہیں امتحاں کے لئے

☆☆☆

گئے جنت میں اگر سوز محبت والے
تو یہ جانو رہے دوزخ ہی میں جنت والے

کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دل بیمار کے ہیں دو ہی عیادت والے
ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوقؔ
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

☆☆☆

ذوقؔ بیمار محبت ہے خدا خیر کرے
کہ یہ آزار ہوا جس کو وہ جانبر نہ ہوا

☆☆☆

نکالوں کس طرح سینہ سے اپنے تیر جاناں کو
نہ پیکاں دل کو چھوڑے ہے، نہ دل چھوڑے ہے پیکاں کو

☆☆☆

جو کہو گے تم کہیں گے ہم بھی ہاں یوں ہی سہی
آپ کی گریوں خوشی ہے مہرباں یوں ہی سہی

☆☆☆

الفت کا نشہ جب کوئی مر جائے تو جائے
یہ دردِ سر ایسا ہے، کہ سر جائے تو جائے

☆☆☆

اے شمع تیری عمر طبعی ہے ایک رات
ہنس کر گذار یا اسے رو کر گذار دے

☆☆☆

اے ذوقؔ کس کو چشمِ حقارت سے دیکھیے
سب ہم سے ہیں زیادہ، کوئی ہم سے کم نہیں

☆☆☆

امدادی کتب

۱۔ دہلی کا دبستان شاعری ۲۔ آب حیات ۳۔ گل رعنا ۴۔ دیوان ذوقؔ

یاددہانی رپورٹ کارروائی یوم تحریک جدید

مجلس مشاورت کے فیصلہ کی تعمیل میں امراء و صدر صاحبان کو سال رواں کا دوسرا یوم تحریک جدید مورخہ ۷ ستمبر ۲۰۰۱ء کو منانے کی تحریک کی گئی تھی اور اس کی کارروائی کی رپورٹ بھجوانے کی درخواست بھی کی گئی تھی۔

امراء و صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ برائے مہربانی ''اجلاس یوم تحریک جدید'' کی رپورٹ جلد ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔ اگر کسی وجہ سے کسی جگہ ۷ ستمبر کو یوم تحریک جدید نہیں منایا جاسکا تو جماعتی فیصلہ کے تحت اپنی سہولت اور حالات کے مطابق کسی بھی مناسب تاریخ کو ''اجلاس یوم تحریک جدید'' کر کے رپورٹ ارسال فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

داخلہ معلمین کلاس

وقف جدید انجمن احمدیہ کے تحت نئی معلمین کلاس جنوری ۲۰۰۲ء میں شروع ہوگی۔ خدمت دین کا شوق اور جذبہ رکھنے والے نوجوان اپنی زندگیاں وقف کر کے معلمین کلاس میں داخلہ کے لئے اپنی درخواستیں درج ذیل کوائف پر مشتمل مقامی صدر/امیر صاحب کی تصدیق سے ناظم ارشاد وقف جدید کو ۱۰ دسمبر ۲۰۰۱ء تک ارسال فرما دیں۔ مطلوبہ کوائف و شرائط درج ذیل ہیں۔

نام، ولدیت، سکونت، عمر، تعلیم، تاریخ بیعت، تعلیم کم از کم میٹرک C گریڈ کے ساتھ سند کی فوٹو کاپی نیز قرآن کریم ناظرہ صحت تلفظ کے ساتھ پڑھنا آتا ہو اور بنیادی دینی معلومات سے واقفیت ضروری ہے۔ (ناظم وقف جدید)

ایک صدی پہلے

• مختصر تاریخ جماعت احمدیہ بابت ماہ نومبر، دسمبر ۱۹۰۱ء

(مکرم احمد طاہر مرزا صاحب)

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی حیات طیبہ کا ہر دن غیر معمولی نشانات و کرامات پر مشتمل ہے۔ ۱۹۰۱ء میں سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تائید و صداقت میں غیر معمولی نشانات الہیہ اور خوارق امور کا ظہور ہوا۔ ماہ نومبر، دسمبر ۱۹۰۱ء کے بعض مختصر کوائف ہدیہ قارئین کئے جا رہے ہیں۔

۱۴ نومبر

حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علی خانصاحب نے اپنی ڈائری میں نومبر ۱۹۰۱ء کے حوالے سے جو بعض کوائف درج فرمائے ہیں۔ ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

نماز عصر کے بعد سیدنا حضرت اقدسؑ نے ایک نہایت عمدہ تقریر فرمائی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ انسان کو دنیا پر دین کو مقدم کرنا چاہئیے۔ متقی بننا چاہئیے۔ نماز مغرب کے بعد حضرت اقدسؑ بیٹھے رہے اور عسل مصفّٰی (کتاب از مرزا خدا بخش صاحب) سنتے رہے۔ پھر نماز عشاء پڑھنے کے بعد حضرت اقدسؑ تشریف لے گئے۔

(''اصحاب احمد'' جلد دوم۔ طبع جدید۔ صفحات ۹۰۰۔۹۰۱)

۱۵ نومبر

اس روز سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت اقدس میں حضرت پیر منظور محمد صاحب (موجد قاعدہ یسرنا القرآن) نے اپنا قاعدہ پیش کیا۔ آج نماز جمعہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھائی۔ نماز عصر کے بعد حضرت اقدسؑ کو فونوگراف سنائے گئے۔ اور دو سلنڈر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے بھرے۔

بعد نماز مغرب حضرت اقدسؑ کو ڈاکٹر ڈوئی کی کتاب سنائی گئی۔

(اصحاب احمد جلد دوم طبع جدید ۹۰۳۔۴)

۲۱ نومبر

آج سیر میں حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے عورتوں کے لئے کتاب کا مسودہ (سلک مروارید حصہ اوّل) سنایا۔ جو ناول کی صورت میں تھا۔

۲۵ نومبر

صبح کی سیر کے دوران، تقریر میں ایک جگہ فرمایا کہ سید احمد (بریلوی) اور مولوی محمد اسماعیل صاحب نیک تھے۔

(اصحاب احمد جلد دوم صفحہ ۹۲۱، ۹۲۳)

فونوگراف

سیدنا حضرت اقدسؑ کا منشاء تھا کہ فونوگراف میں آپ کی تقاریر بھر کر غیر ممالک میں بھیجی جائیں۔

چنانچہ اسی سلسلہ میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب کو لکھا گیا کہ جب قادیان آئیں فونوگراف ساتھ لیتے آئیں۔ فونوگراف میں حضرت اقدسؑ کی آواز نہیں بھری گئی تھی لیکن حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور حضرت نواب خان ثاقب مالیر کوٹلوی کی آوازیں ریکارڈ کی گئیں۔ ہر دو بزرگان کی آوازیں جو منظومات اور تلاوت قرآن کریم پر مشتمل تھیں بعد میں احباب کو سنائی بھی گئیں۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے تلاوت قرآن کریم ریکارڈ کرائی۔ اور جو منظومات آپ نے ریکارڈ کروائیں وہ کچھ یوں ہیں۔

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف وگزاف سے
عجب نوریست درجان محمدؐ
عجب لعلیست درکان محمدؐ

حضرت منشی نواب خان ثاقب مالیر کوٹلوی نے جو کلام ریکارڈ کروایا اس کا مطلع یوں ہے۔

بدہ از چشم خود آبے درختان محبت را
مگر روزے دہندت میوہ ہائے پر حلاوت را

مزید تفصیل کے لئے۔

(1) الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء

(2) تذکرۃ المہدی صفحہ ۲۴۹۔۳۴۸

(3) اصحاب احمد جلد دوم طبع جدید صفحہ ۸۰۲ تا ۸۱۲

ایک غلطی کا ازالہ

نومبر ۱۹۰۱ء کے واقعات میں ایک غیر معمولی امر سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی لطیف تصنیف ''ایک غلطی کا ازالہ'' ہے۔ جس میں سیدنا حضرت اقدسؑ نے اپنے دعویٰ امتی نبوت کو صراحت کے ساتھ پیش فرمایا ہے۔ تفصیل کے لئے

(حیات احمد جلد پنجم عہد جدید، ۱۰۴ تا ۱۱۰)

۳۰ نومبر

سیدنا حضرت اقدسؑ کی اولاد مبارکہ (حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مرزا شریف احمد صاحب، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ) کی آمین کی تقریب ہوئی۔ مساکین اور یتیموں کو کھانا کھلایا گیا۔ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی تحدیث کے طور پر احباب کو دعوت دی گئی۔

(حیات احمد جلد پنجم عہد جدید......۱۹۰۱ء صفحہ ۶۵ تا ۶۸)

بکثرت آمدِ مہمانان گرامی

جنوری ۱۹۰۱ء تا دسمبر ۱۹۰۱ء دوران سال سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے پاس کثرت سے مہمانان کرام آئے۔ الحکم کے مطابق دوران سال لگ بھگ ۲۰ ہزار مہمانان گرامی قادیان دارالامان زیارت کی غرض سے تشریف لائے۔ اس حوالہ سے ۱۹۰۱ء کا سال غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے الحکم ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء)

التواء جلسہ سالانہ

سیدنا حضرت اقدسؑ کے عہد سعادت میں دسمبر کے آخری عشرہ میں جلسہ سالانہ ہوا کرتا تھا۔ تاہم سال ۱۹۰۱ء میں

طاعون کی شدت کی وجہ سے جلسہ ملتوی کرنا پڑا۔

اسی سلسلہ میں سیدنا حضرت اقدسؑ نے ۱۸ دسمبر ۱۹۰۱ء کو اعلان شائع فرمایا کہ:۔

''چونکہ آجکل مرض طاعون ہر ایک جگہ زوروں پر ہے...... اس لئے یہی قرین مصلحت معلوم ہوا کہ دسمبر کی تعطیلوں میں جیسا کہ پہلے اکثر احباب قادیان میں جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اب کی دفعہ وہ اس اجتماع کو بلحاظ مذکورہ بالا ضرورت کے موقوف رکھیں اور اپنی اپنی جگہ خدا سے دعا کرتے رہیں''۔

(حیات احمد جلد پنجم عہد جدید حالات ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۱۱)

یاتون من کل فج عمیق

حضرت اقدسؑ کو اوائل ہی میں جب کوئی آپ کو دنیا میں نہ جانتا تھا۔ اور ایک گوشہ میں آپ مصروف عبادت اور براہین احمدیہ کی تالیف واشاعت کے لئے مصروف دعا تھے اور قادیان کو بھی کوئی شہرت حاصل نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی تھی کہ دور دراز راستوں سے تیرے پاس لوگ آئیں گے۔ پھر کچھ عرصہ بعد اس پیشگوئی کا ظہور پوری عظمت شان کے ساتھ شروع ہوا اور لوگ بکثرت آپ کے پاس آنے لگے......

۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء کو جب حضرت اقدسؑ سیر سے واپس آ کر تذکار سیر کی تکمیل کے سلسلہ میں تشریف فرما ہو گئے اور آپ کا سلسلہ کلام جاری تھا کہ ایک یورپین سیاح (مسٹر ڈکسن آف امریکہ) مجلس میں آ گیا۔

حضرت اقدسؑ کے ساتھ اس کی گفتگو ہوئی۔ اس سیاح کی آمد سے ایک بار پھر یاتون من کل فج عمیق کا ظہور ہوا۔

مزید تفصیل کے لئے (الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء)

مسٹر ڈکسن کے اس سوال پر کہ آپ کے رسول ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ حضور اقدسؑ نے بڑے جوش سے فرمایا۔

''خود آپ کا وجود میرے دعویٰ کا ثبوت ہے''۔

(حیات احمد صفحہ ۵۱)

(یعنی آپ کا آنا بھی میری پیشگوئی یاتون من کل فج عمیق پر مہر تصدیق ثابت کر رہا ہے)

☆☆☆

ضروری اعلان

مکرم محمد احمد مظفر علوی (علوی میڈیکل سنٹر اوکاڑہ) کو ادارہ خالد و تشحیذ کی جانب سے نمائندہ خالد و تشحیذ مقرر کیا گیا ہے۔ تمام عہدیداران کرام جماعت احمدیہ پاکستان سے اس سلسلے میں ادارہ کی جانب سے تعاون کی اپیل کی جاتی ہے۔ ان کے ذمہ درج ذیل کاموں کی سرانجام دہی ہوگی۔

۱۔ نئے اشتہارات کی بکنگ

۲۔ ان کے ذریعے شائع ہونے والے اشتہارات کے بلوں کی وصولی

۳۔ ہر اشتہار پر مکرم امیر صاحب ضلع اور قائد صاحب ضلع کی تصدیق ہونا ضروری ہے۔

(مینیجر ماہنامہ خالد و تشحیذ)

☆☆☆

رپورٹ آٹھویں سالانہ علمی مقابلہ جات مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت آٹھویں سالانہ علمی مقابلہ جات کا انعقاد مورخہ 14 تا 16 ستمبر 2001ء ایوان محمود ربوہ میں ہوا۔ 1994ء سے مرکزی علمی مقابلہ جات کے الگ الگ انعقاد کا پروگرام بنایا گیا اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ اس سلسلہ کا آٹھواں پروگرام تھا۔ پہلے سال 4، دوسرے سال 6 تیسرے سال 10، چوتھے سال 11، پانچویں اور چھٹے سال 13، ساتویں سال 14 اور امسال 22 مختلف مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ گذشتہ مقابلہ جات کے بعد نئے سال کا نصاب تمام اضلاع اور علاقہ جات کو بھجوا دیا گیا تا کہ خدام بہتر تیاری کے ساتھ مقابلہ جات میں شامل ہوں اور اپنے ضلع اور علاقہ سے منتخب خدام بہتر نمائندگی کر سکیں۔ مرکزی سطح پر چھ ماہ قبل انتظامیہ تشکیل دی گئی۔

انتظامیہ

ناظم اعلیٰ ---------------- مکرم فرید احمد نوید صاحب

نائب ناظم اعلیٰ ---------------- مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب، مکرم میر مظفر احمد صاحب

ناظم مقابلہ جات ---------------- مکرم امین الرحمٰن صاحب

ناظم رجسٹریشن ---------------- مکرم اسفند یار منیب صاحب

ناظم خوراک ---------------- مکرم ظفر اللہ خان طاہر صاحب

ناظم رہائش ---------------- مکرم خلیل احمد تنویر صاحب

ناظم تربیت ---------------- مکرم حافظ خالد افتخار صاحب

ناظم سٹیج و تزئین ہال ---------------- مکرم اسد اللہ غالب صاحب

ناظم حاضری نگرانی و استقبال ---- مکرم ظہیر احمد خان صاحب

ناظم انعامات ---------------- مکرم نصیر احمد انجم صاحب

ناظم آب رسانی ---------------- مکرم نعیم اللہ ملہی صاحب

ناظم سمعی و بصری ---------------- مکرم اکبر احمد صاحب

ناظم طبی امداد ---------------- مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب

ناظم روشنی ---------------- مکرم مرزا افضل احمد صاحب

ناظم مہمان نوازی ---------------- مکرم رفیق احمد ناصر صاحب

ناظم نظم و ضبط ---------------- مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب

ناظم سائیکل سٹینڈ ---------------- مکرم شمشاد احمد قمر صاحب

ناظم رابطہ ---------------- مکرم سلیم الدین صاحب

حاضری: امسال اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 32 اضلاع کی 109 مجالس کے 228 چنیدہ خدام ان مقابلہ جات میں شامل ہوئے۔ جب کہ گزشتہ سال 34 اضلاع کی 122 مجالس کے 238 خدام شامل ہوئے تھے۔

افتتاح

مقابلہ جات کا افتتاح 14 ستمبر بروز جمعہ شام 7:30 بجے مہمان خصوصی مکرم ومحترم سید خالد احمد شاہ صاحب (ناظر بیت المال خرچ) نے کیا۔ تلاوت مکرم حافظ مسرور احمد صاحب نے کی جس کے بعد خدام نے قائمقام صدر صاحب کے ساتھ عہد دہرایا۔ نظم مکرم عطاء الواحد رضوی صاحب نے پڑھی جس کے بعد مکرم فرید احمد نوید صاحب ناظم اعلیٰ نے رپورٹ پیش کی۔ آخر پر مہمان خصوصی نے افتتاحی خطاب کے بعد دعا کروائی۔

مقابلہ جات

افتتاح کے فوراً بعد مقابلہ جات شروع ہو گئے اور خدام نے مندرجہ ذیل علمی مقابلوں میں شرکت کی۔
مضمون نویسی، مرکزی امتحان، فی البدیہہ تقریری مقابلہ اور تقریر اردو خاص کے علاوہ باقی تمام مقابلہ جات سے پہلے ابتدائی راؤنڈ یا پرچہ جات لئے گئے۔

انتظامات

خدام کے قیام وطعام کا انتظام ایوان محمود کے احاطہ میں ہی تھا۔ نماز فجر کے بعد دروس کا اہتمام کیا گیا اور تربیتی امور پر نظر رکھی گئی خدام کی سہولت کیلئے ضروری اعلانات نوٹس بورڈ پر چسپاں کئے جاتے رہے۔ ابتدائی طبی امداد کیلئے ایک دفتر قائم کیا گیا۔ جس سے ضروری ادویات فراہم کی جاتی رہیں۔ تمام اہم پروگراموں کی ریکارڈنگ ایم ٹی اے اور مجلس خدام الاحمدیہ کے شعبہ سمعی بصری کے تعاون سے کی گئی۔ دفتر رجسٹریشن نے تمام شریک خدام کے ضروری کوائف، ایک کوائف فارم پر حاصل کئے اور سب کو دیدہ زیب سند شرکت جاری کی گئیں۔ امسال تمام خدام شرکاء کے کارڈ مع تصویر بنائے گئے۔ جب کہ ایک تصویر ریکارڈ کیلئے کوائف فارم کے ساتھ رکھ لی گئی۔ امسال قریباً 70 فیصد خدام تصاویر لائے۔ آئندہ اس بات کا خیال رکھیں اور قائدین اضلاع بھی خصوصی توجہ دیں۔

اختتامی تقریب

16 ستمبر بروز اتوار دوپہر 1:15 بجے اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع ترجمہ سے ہوا، جو سمیع اللہ صاحب نے کی۔ اس کے بعد عہد اور پھر میر نعیم الرشید صاحب نے نظم پڑھی۔ ناظم اعلیٰ صاحب کے رپورٹ پیش کرنے کے بعد مہمان خصوصی مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے پوزیشن لینے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے بعد ازاں خدام کو نصائح فرمائیں۔

آپ نے خدام کو توجہ دلائی کہ جماعتی تقاریب میں ہر ایک خادم کو ٹوپی پہن کر شامل ہونا چاہئے اور ان مقابلہ جات کی روح کو سمجھتے ہوئے ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ تلاوت قرآن کریم اور دیگر نیک باتوں کو اپنی روزمرہ زندگی میں

رواج دینا چاہئے۔ تقریب کا اختتام دعا پر ہوا جس کے بعد تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

نتائج مقابلہ جات

مقابلہ تلاوت			مقابلہ نظم خوانی		
پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	سمیع اللہ ضیاء	سرگودھا	اوّل	میر نعیم الرشید	گوجرانوالہ
دوم	حافظ محمد سکندر خان	کراچی	دوم	لئیق احمد منگلا	ربوہ
سوم	حافظ اختر رشید	ربوہ	سوم	نسیم آفتاب	لاہور
حوصلہ افزائی	معظم علی کاہلوں	فیصل آباد	حوصلہ افزائی	نبیل احمد ناصر	پشاور
مقابلہ تقریر اردو			مقابلہ تقریر اردو معیار خاص		
پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	احمد اسماعیل	سیالکوٹ	اوّل	عطاء القدوس طاہر	حیدر آباد
دوم	عمر طیب درانی	راولپنڈی	دوم	عرفان سیف طاہر	کراچی
سوم	محمد صلاح الدین	شیخوپورہ	سوم	نفیس احمد عتیق	ربوہ
حوصلہ افزائی	قمر احمد ظفر	ربوہ	حوصلہ افزائی	نبیل ناصر	سرحد
مقابلہ تقریر اردو فی البدیہہ			مقابلہ تقریر انگریزی		
پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	رانا نسیم احمد	لاہور	اوّل	میر نصر احمد	ربوہ
دوم	خالد احمد بلوچ	ربوہ	دوم	انتصار احمد	ربوہ
سوم	شیراز جمیل احمد	کراچی	سوم	عثمان عزیز	اسلام آباد
حوصلہ افزائی	نبیل احمد ناصر	پشاور	حوصلہ افزائی	عمیر منصور	لاہور
مقابلہ خطبات امام معیار عام			خطبات امام معیار خاص		
پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	شیخ آدم سعید	کراچی	اوّل	خالد احمد بلوچ	ربوہ
دوم	ملک جواد احمد	گوجرانوالہ	دوم	حافظ طیب احمد	ربوہ
سوم	قیصر محمود	ربوہ	سوم	محمد آصف عدیم	ربوہ

حوصلہ افزائی	شاہد اقبال	راجن پور	حوصلہ افزائی	-	-
مطالعہ قرآن معیار عام			مطالعہ قرآن معیار خاص		
پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	شیخ آدم سعید	کراچی	اوّل	محمد آصف عدیم	ربوہ
دوم	عرفان سیف طاہر	کراچی	دوم	خالد احمد بلوچ	ربوہ
سوم	مرزا احسان بیگ	لاہور			
سوم	راجہ بصیر احمد	ربوہ			
مرکزی امتحان			مطالعہ کتب معیار عام		
پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	عرفان سیف طاہر	کراچی	اوّل	کاشف محمود	سیالکوٹ
دوم	قیصر محمود	ربوہ	دوم	اظہر اقبال	حیدر آباد
سوم	عبدالہادی طارق	ربوہ	سوم	منشاد احمد	لاہور
حوصلہ افزائی	راشد حسین	راولپنڈی	حوصلہ افزائی	حارث احمد	راولپنڈی
مطالعہ کتب معیار خاص			مضمون نویسی		
پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	محمد آصف عدیم	ربوہ	اوّل	حارث مجید	ربوہ
دوم	ذیشان ظفر اللہ	ربوہ	دوم	معظم علی کاہلوں	فیصل آباد
			سوم	ملک فرحان احمد	گوجرانوالہ
			حوصلہ افزائی	صلاح الدین	سانگھڑ
مقابلہ دعوۃ الی الصلوٰۃ			مقابلہ معلومات اجتماعی		
پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	حافظ مسعود احمد	ربوہ	اوّل	شیراز جمیل + منصور احمد	کراچی
دوم	حافظ عمر سکندر خان	کراچی	دوم	عبدالوہاب + مظفر احمد	لاہور
سوم	سید محمد جمال احمد	کراچی	سوم	عثمان احمد + راشد حسین	راولپنڈی

پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
حوصلہ افزائی	عبدالحئی	ربوہ			
مقابلہ بیت بازی			مقابلہ حفظ ادعیہ (انفرادی معیار عام)		
پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	وقار احمد + مظفر احمد	لاہور	اوّل	حافظ مسعود احمد	ربوہ
دوم	فہیم احمد + وقار احمد	ربوہ	دوم	حافظ طارق احمد	ربوہ
سوم	شاہد اقبال + سعید احمد	راجن پور	سوم	ملک جواد احمد	گوجرانوالہ
-		-	حوصلہ افزائی	تیمور احمد خان	فیصل آباد
مقابلہ حفظ ادعیہ معیار خاص			مقابلہ مشاہدہ معائنہ		
پوزیشن	نام	ضلع	پوزیشن	نام	ضلع
اوّل	محمد آصف عدیم	ربوہ	اوّل	خالد سلیم	سیالکوٹ
دوم	حافظ طیب احمد	ربوہ	دوم	قیصر محمود	ربوہ
سوم	خالد احمد بلوچ	ربوہ	سوم	نور احمد شہزاد	ربوہ
-	-	-	حوصلہ افزائی	عبدالناصر	راولپنڈی

مقابلہ پیغام رسانی

اول: ظہیر الدین + خضر جمالی + سلمان احمد + محمود احمد + طارق احمد — ملتان

دوم: (شیراز جمیل) ذیشان احمد + شیخ آدم سعید + عرفان سیف + نوید احمد — کراچی

سوم: (عبدالناصر) شرف الرحمن + اطہر احمد + بلال احمد + حارث احمد — راولپنڈی

مجموعی طور پر اوّل خادم: محمد آصف عدیم ربوہ

مجموعی طور پر اوّل ضلع ربوہ

☆☆☆

نورتن جیولرز
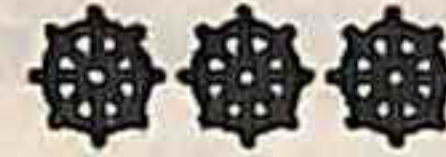
محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت

احمدیہ عالمگیر کو امسال آٹھ کروڑ سے زائد

بیعتیں حاصل کرنے پر دلی مبارکباد پیش

کرتے ہیں۔

دعا گو

قائد و مجلس عاملہ فیصل ٹاؤن

ضلع لاہور

ہم جماعت احمدیہ عالمگیر کو 8 کروڑ سے زائد افراد کی جماعت احمدیہ میں شمولیت پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

منجانب

قیادت مجلس خدام الاحمدیہ و مجالس خدام الاحمدیہ ضلع چکوال

***

ہم جماعت احمدیہ عالمگیر کو 8 کروڑ سے زائد سعید روحوں کو جماعت میں داخل ہونے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

منجانب

مجلس خدام الاحمدیہ
ضلع سرگودھا

امسال عالمی بیعت پر حضور انور اور احباب جماعت کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

منجانب

مجلس خدام الاحمدیہ القمر
سرگودھا شہر

Monthly
KHALID
C. Nagar
Editor:
IsfandYar Muneeb
Novmber 2001
Regd. CPL # 139